

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228439

UNIVERSAL
LIBRARY

شکر شکن شوند مہر طوطیان بہند
زین قند پارسی کہ بہ بازار می رود

عطر دیوان حافظ

۱۳۳۹ م

مرتبه

جناب مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی اہلبنی
پیشن یافتہ چیف منیجر کار نظام خلد اللہ کلا

مطبوعہ

نظامی پریس بڈایوں

نظام الدین حسین پریس و پبلشر

۱۹۲۱ء

قیمت

اعجاز القرآن

خط اللہ

(مصنف مولوی محمد ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی پیشین یافتہ جج سرکار نظام)

یہ رسالہ ان مضامین کا مجموعہ ہے جو عرصہ ہوا ملک کے مختلف سائل و اخبارات میں طبع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں اور اسی مقبولیت کی وجہ سے ان کو بطور

رسالہ دوم مرتبہ طبع کرانے کی ضرورت ہوئی اور ان مضامین کا انگریزی ترجمہ بھی پچھپ کے مالک غیر میں شائع ہوا اس رسالہ میں انوکھے طرز استدلال سے

قرآن مجید کو اس کی ندر و فی شہادت سے منزل من الثابت کیا گیا ہے گا خدا و چھپائی نہایت عمدہ خواہ اُردو خواہ انگریزی قیمت فی جلد مقرر ہے مصنف سے

ذیل کے پتے سے مل سکتی ہیں۔

مولوی ابوالحسن صدیقی بدایونی نشر و توزیع محملہ بدایوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم



مہتمم مطبع کی طرف سے

گزارش



شاہد آں نسبت کہ میرے دمیائے دار
بندہ طلعت آں باش کہ آئے دارد

گزشتہ چند سال میں مطبع نظامی سے کلیات شیعہ اور اش کے بعد

سید اس مسعود صاحب بی اے آکسرن کی تحریک سے اردو دیوان
غالب کے تین نفیس ادیشن چھپکر نکل چکے ہیں اور دیگر سائنہ اردو کے کلام کو صحت اور افاق
کے ساتھ چھاپنے کا انتظام ہو رہا ہے چنانچہ میر انیس کے مرثیہ کی پہلی جلد چھپ رہی ہے خواجہ
میر درد اور مومن کے دیوانوں کی صحت کا کام جاری ہے۔ اردو کے اساتذہ کے کلام کی
اشاعت و طباعت بجائے خود ایک بڑا کام ہے اس لیے باوجود بعض اسباب کے صبر کے
مجھ فارسی شعر کے کلام کے طبع کرنیکی طرف توجہ کرنے کا موقع نہ ملا لیکن میرے دہجہ التعلیم

ہم وطن بزرگ قوم مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی پشتر چیف سسرکار
نظام خلد اللہ ملک کے اہل ذوق و شوق کی بدولت جو آپ کو خواجہ حافظ کوکام سے
ہو نظامی پریس کو آج پیشرف حاصل ہو گیا کہ فارسی اساتذہ میں سے آج اس شاعر کے دیوان کا لیا:

اب مولوی صاحب موصوف نبأ صدیقی شیخ ہیں آپ حضرت ابو بکر صدیق سے اکتیسویں پشت
میں ہیں آپ کا خاندان بدایوں میں شیخ فرشتوری کے نام سے مشہور جو اس خاندان کو محدث اعلیٰ فرشتہ
سے جو مصر کے قریب ایک مقام تقاسمات زبدیہ کے ہوا سلطان شمس الدین کے عہد میں بدایوں میں بنی
آئے اور وہاں سے ملگرام ہوئے اور شیخ امام ہیں جبکہ سلطان سید طار الدین بادشاہ دہلی بدایوں
میں تھے ان کے مورث شیخ کمال الدین فرشتوری ملگرام سے بدایوں آئے مولوی صاحب موصوف مولوی
عزیز الدین صاحب کے جو مصنفی کے عہد پر ممتاز رہے ہیں اور جن کو فنی شہر میں مرزا غالب دہلوی سے
ملنے حاصل تھا فرزند اکبر ہیں شیخ امام میں بنام بدایوں پیدا ہوئے محافت اساتذہ سے فارسی عربی کی
توسیع حاصل کی اس کے بعد بریلی کوچ اور بیور شہر لکھنؤ آئے وہاں بی سٹنڈنگ ٹیری کی تعمیر پائی تعمیر
فارغ ہو کر شہر میں جب ملکہ گڑھ میں سائنس العلوم کا اجراء ہوا آپ اس کے سب سے پہلے اسٹرمنٹر ہوئے
اسی زمانہ میں جب سرسید موصوف اسٹریٹ ہنگلی کو نسل کے رکن منتخب ہوئے تو ان کے ساتھ بطور ان کے
پرائیویٹ سکریٹری کے کام کرتے رہے تو یہاں چار سال تک آپ نے اس خدمت کو انجام دیا جسے آخر پر ان کے ساتھ ملک
بانی کوٹ والا بادشاہ نور کوڈمنسٹ (سلیٹر سسرکاری ترجمہ) کے کام میں اس کے بعد شیخ شمس الدین حیدر آباد میں جا کر
سسرکار نظام خلد اللہ ملک کی ملازمت میں منسلک ہوئے اور سب سے پہلے دارالہمامی کے مسما میں شامل ہو کر صیغہ راز میں
امور کے چیف جی کے عہد تک ترقی پائی اور شہر میں فیض حاصل کیا۔ اب وطن میں خانہ نشین ہیں ۱۹۱۷ء میں

نذر شایقین کرتا ہے جس کو فارسی نظم میں غزل کا بادشاہ مانا گیا ہے اور جس کا کلام سوز و
گداز اور درد سے مہرا ہوتا ہے۔ حافظ اسی کے کلام کو سبب خصوصیت حاصل ہے کہ پاسو
برس سے زیادہ مدت گزر جانے کے بعد آج بھی اُن کے اشعار میں ایک خاص لطافت
پایا جاتا ہے۔ مردہ طبیعتوں میں اُن کے پڑھنے سے ایک جوش پیدا ہوتا ہے جو حافظ
کے یہاں ایسے شعر بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں جو انسان کو اعلیٰ درجہ کا ذہانت
سکھائیں استاد کا کام دیتے ہیں سلاست اور روانی کو حافظ کے تخیل کا زیور سمجھنا
چاہیئے یہی وجہ ہے کہ حافظ کے بہت سے اشعار یا مصرعے ضرب الامثال کے
درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور نہ وہ صرف فارسی ادب میں مستعمل ہیں بلکہ
اردو ادب کے مضمون نگار یا مصنف بھی اس سے مستفید ہیں مثلاً
آسائش دو گیتی تفسیر اس دو حرف است بادستار تلطف بادشمنان مدارا
نہاں کے ماند آں راز سے کرو ساز ند مھلما

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲) جب بدایوں میں مسنن اسلامیہ ہائی اسکول قائم ہوا تو تین سال کے لیے آپ اسٹے
پہلے ممتاز غرضی منتخب ہوئے۔ اعجاز القرآن میں کلام مجید کے طبعیہ نکات بیان کیے گئے ہیں آپ کی
تصنیف سے ہے اس معینہ سالہ کا انگریزی ترجمہ بھی آپ نے کیا تھا جو چھپرہ مالک غیر خیر شائع ہوا اس
ترجمے میں قدسی کے ان تمام اشعار کا جو اصل کتاب میں جا بجا آئے ہیں انگریزی نظم میں ترجمہ کیا گیا ہے
حال میں کئی ایک نثری کتاب ”شہید لسان الغیب“ شائع ہوئی ہے فارسی زبان اور شعر و سخن کا آپ کو عرصہ
مذاق ہے۔ شاعر نہیں ہیں لیکن طبیعت سوز و دل پائی ہے۔ فن عروض میں کامل حاصل ہو۔

۶ بہیں تفاوت رہ از کجاست ناپہ کجا	
” جواب تلخ می زید لب لعل شکر خارا	
۶ ایں کہ می بنیم بہ بیداری است یارب یا ب خواب	
ارباب حاجتم دزیان سوال نیست	در حضرت کریم تنها چه حاجت است
۶ در کار خیر حاجت ہیج استخاره نیست	
مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن	کہ در شریعت ما غبار ازین کتاب نیست
رواق منظر چشم من آست شبیاد نشت	گرم نماؤ فرودا کہ خانہ خانہ تست
حافظ و طیفہ تو دعا گفتن است و بس	در بند آں مہاش کہ نشنید یا شنید
۶ عیب سے جملہ بگفتی بہر شش نیز بگو	
کس نہا نیست کہ منزل کہ مقصود کجا	این قد دہست کہ بانگ برس می آید
۶ دیو یگر بزد از آں قوم کہ قرآن خوانند	
آسمان بار امانت نتوانست کشید	فرعہ فال بنام من دیوانہ زدند
۶ چہ دلاور است دزدے کہ کجفت چراغ دارد	
دست از طلب ندارم تا کام من برآید	یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید
رسید ترہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چنان نمازد چنین نیز ہم نخواہد ماند
من از بیگیا نگاہ ہرگز نہ ناالم	کہ با من ہرچہ کرد آں آشناکرد
نقیب باست بہشت اخذ شاس برد	کہ مستحق گرامت گناہگار اند

۶ نہ ہر کس پر اشد قتلہ ری داند

واعظاں کیں جلوہ بر محراب دہمیر میکنند چوں بہ خلوت میر و تدآں کار دیگر میکنند

تو یہ فرمایاں چہرہ خود تو بہ کتر میکنند

نصیحت کفایت بشنو بہانہ مگیر ہر آنچہ ناصح شفق بگویدت پذیر

ما قسّمہ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا میرس

رموز مصلحت ملک خسرواں دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا محزون

یا مکن با پسلبانان دوستی یا بنا کن خانہ دہر خور دیل

در پس آئینہ طوطی صفحہ داشتہ اند آنچہ استاد ازل گفت ہماں مگویم

ما دیار را چشمہ یار می داشتیم خود غلط بود آنچہ ما پسند داشتیم

این چہ شورسیت کہ در دور قمری بینم ہمہ آفاق پر از فتنہ و مشرمی بینم

اسپ تازی شدہ بحر جہ زیر بالایل طوق ز ترین ہمہ در گردن خرمی بینم

۷ مطرب خوش نوا بگو تازہ بہ تازہ نو بہ نو

فکر خود و رائے خود در عالم زندگیست کفرست دیں مذہب خود بینی و خود رائی

برو این دام بر مرغ و گر نہ کہ عنقار ایلند است آشیانہ

در رہ منزل یلی کہ خطر ہاست بجاں شرط اذل قدم آنست کہ جزاں باشی

این خرقة کہ من دارم در رہن شرب آگہ دیں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولی

نتیجہ بر جائے بزرگاں نتوان زد بگزاف اگر اسباب بزدگی ہمہ آمادہ کنی

دیوان حافظ کے اس انتخاب سے جس کو آئندہ صفحہ سہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے
مولوی ابوبکر صاحب موصوف کے مذاق سلیم کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے
۵۶ سال تک حافظ کے کلام کا مسلسل مطالعہ کیا ہے جس سے ان کو کلام
حافظ سے ایک خاص مناسبت پیدا ہو گئی ہے اور اس کثرت مطالعہ کے باعث
وہ سچ بیچ دیوان حافظ کے حافظ ہو گئے ہیں۔ بلا مبالغہ ان کو سارا دیوان قریب
قریب از بر ہے۔ صاحبان بصیرت و ذوق اس انتخاب کو پڑھکر جس کو
بجا طور پر غمزدیوان حافظ "کہا گیا ہے ایک خاص لطف حاصل کریں گے شاید
کہا جائیگا کہ بیہ انتخاب محشی کیوں نہ شائع کیا گیا۔ لیکن۔ لسان الغیب کے
ہوتے ہوئے جس کی کمی کو قابل مولف کی تنقید لسان الغیب جو حال ہی
میں چھپ کر شائع ہوئی ہے پورا کر دیا ہے اس خلاصہ کے ساتھ نوٹ دیہی کی
ضرورت ہیں سمجھی گئی۔ اس انتخاب کی طباعت میں صحت کا خاص اہتمام
کیا گیا ہے خود صدیقی صاحب مولف انتخاب ہڈانے اس کو اپنے اس نسخے
سے جس کو انہوں نے ۵۶ سال گزشتہ کی محنت سے مختلف نسخوں کو مہیا کر کے صحیح
کیا ہی نقل کر کے کاتب مطبع ہڈا کو لکھنے کو دیا اسکے بعد کاتب کی غلطیوں کو انہوں نے
اپنی نگرانی میں درست کر لیا۔ سب سے آخر میں پردوں کی تصحیح کرنے کی تکلیف اٹھائی
غرض کہ یہ انتخاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک خاص چیز ہے۔ اس

لے بیہ دیوان حافظ کی بہترین شرح جو اردو زبان میں مولوی دلی اللہ صاحب بی۔ اے
ایل ایل بی ریٹ آباد نے لکھی ہے۔

فنجے میں قریب قریب وہ تمام اشعار جن کی صورت باز اسی نسخوں میں کتابوں کے دستِ بیداد سے نسخ ہو گئی ہو صحت کے ساتھ فوج کیے گئے ہیں صحت کو انتظام کے علاوہ ایسے وقت میں جبکہ سامان طباعت کے متعلق قریب قریب ہر چیز گراں ہو رہی ہے حتیٰ الامکان اس کتاب کی ظاہری خوشنمائی کی طرف سے بھی لا پر دائی نہیں برتی گئی ہے۔ کاغذ سفید چکن اعلیٰ قسم کا استعمال ہوا ہے۔ لکائی بھی دیدہ زیب ہے چھپائی میں اگر خوش رنگ جدولوں نے اس کے حسن کو نہیں بڑھایا ہے تو سادگی اور یکسانیت نے دلفریبی کی شان ضرور پیدا کر دی ہے جس سے وہ ملک کے جدید تعلیم یافتہ جماعت کے جس کو علوم جدیدہ کے ساتھ مشرقی مذاق کی کتابوں کو بھی اپنے کتاب خانوں میں رکھنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ پسند کے قابل بن گیا جو میں نے تفارل کے طور پر ”عطر دیوان حافظ“ کی قبولیت کے متعلق خود حافظ سے پوچھا جواب میں عنوان کا شعر ہاتھ آیا میں سمجھتا ہوں کہ اس انتخاب کی قبولیت عامہ کے لیے یہ نال نیک ہے اس کو ملک سے ضرور قبول عام کی سند ملیگی اور قابل مولف کی سنی مشکور ہوگی انشاء اللہ العزیز

خکیس

نظامی بدایونی

نظامی پریس بدایوں

۱۵ نومبر ۱۹۲۷ء

قطعه تاریخ از مولف

چو از همت و لطف فیضانِ حاقظ جواهر بر آوردم از کانِ حاقظ
 کشیدم فرج بخش و مطبوع عطی ز گلهائے خوشبویِ بستانِ حاقظ
 شدم در سر فکر تاریخِ هجری خرد گفتم گو عطر دیوانِ حاقظ
 ۱۳۹۳ هـ ۱۳

مصرعه تاریخ سالِ عیسوی

عطر دیوانِ اشرفِ حاقظ
 ۱۹۶۲۰

تہذیب

من زحافظ مغز را برداشتم
پوست بہر دیگران بگزاشتم

خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا کلام موغظت النبیام علی
دنیا میں پائسو برس سے سرحد بخش روح اہل مذاق رہا ہے۔ مجالس وجد و
سماع و محافل رقص و سرود کی جان اور عارفان خدا اور صوفیان باعفا کا دین و
ایمان رہا ہے انکے کلام کو پڑھ کر ہر شخص جو ذوق سلیم رکھتا ہے بیباختہ کہہ اٹھتا ہے
ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ بر قرآنے کہ اندر سینہ دار ہے
چونکہ فطرت انسانی کے ہر شعبے اور ہر پہلو پر یہ کلام حاوی ہے اس
وجہ سے متقدمان حافظ اس سے افادہ کرتے اور اپنی مرادوں کے موافق جواب
پاتے ہیں۔ یہ خصوصیت کسی دوسرے کلام انسانی میں اس درجہ تک نہیں ہے
اگر فالوں کی جو کتب تواریخ میں درج ہیں یا جن کی روایتیں سسینہ سبینہ
ہم تک پہنچی ہیں تفصیل بیان کی جائے تو ایک بسیط رسالہ درکار ہو گا۔ انکا
دیوان نقوش و معرفت و حکمت و موغظت و نصیحت و نصیحت و نصیحت و نصیحت
شونعی و طرافت۔ رمز و کنایہ نقلی و مبالغہ و تلخیص و ضرب الامثال کا ایک پیش باب

مجموعہ ہذا کثر غزلوں میں مسلسل مضمون کی جھلک نظر آتی ہے کہیں کسی اہم مطلب کے ذہن نشین کرنے کے واسطے تریاہل عارفانہ کی ایسی ادائیگی جاتی ہے جس کی نظیر کسی دوسرے کلام میں نہیں مل سکتی۔ اس انتخاب میں ان ہی خصوصیات و اوصاف کے نمونے موجود ہیں ان ہی غویوں کی وجہ سے جناب خواجہ صاحب جہلم غزلگو شہر کے بادشاہ تسلیم کیے گئے ہیں۔ انہوں نے خود بھی ایک جگہ فرمایا کہ خیال شاہی اگر فہستہ در سر حافظ چہ را بہ تیغ زباں عرصہ جہاں گیر و جناب خواجہ صاحب کی زندگی ہی میں ان کا کلام ایران کے عرض و طول میں شائع ہو گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

عراق و پارس گرفتاری بشعر خود حافظ بیا کہ نوبت بنداد و نوبت نیر ز راست
 فکند ز مرز مہ عشق در حجاز و عراق نوائے بانگ غزلہاے حافظ شیراز
 نہ صرف ایران میں بلکہ ترکستان اور ہندوستان میں اس کا کلام پہنچ گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

ز شعر حافظ شیراز میگویند وی قصند سیہ چشمان کشمیری و ز کان سمرقندی
 ہندوستان میں انہوں نے دو غزلیں اپنی زندگی میں بھیجی تھیں ایک تو سلطان غیاث الدین شہاہ بنگالہ کے پاس جس کا مطلع یہ ہے۔
 ساتی حدیث سرود گل و لالہ می رود وین بحبت پائلا غلہ عسالہ می رود
 دوسری غزل سلطان محمود دہلی شاہ کن کے پاس جس کا مطلع یہ ہے۔

دے باغم بسر بردن چہاں کبیر غمی از رو بے بفروش دلک ماگزین بہترینی از رو
غرضکہ ہمارا ملک حافظہ کے کلام معجز نام سے عرصہ دراز سے روشناس ہو راقم الحروف بھی وہ سال
اس دیوان کا مطالعہ کر رہا ہوں اس کا ایک حصہ مقدمہ بروبان ہو گیا ہے جناب خواجہ حسام کے کلام
کے ساتھ یہ میرا شفقت و احسان کہ جناب سید علی الرحمن اور جناب شہر محمد صاحب مرحوم کی فیض
صحبت کا نتیجہ ہے ان دونوں بزرگوں کو اس کلام سے بدرجہ غایمہ نہ کچھ سی تھی۔

الغرض کچھ خیال ہوا کہ اگر دیوان حافظ کا ایسا انتخاب کیا جائے جس میں اعلیٰ درجہ کے سبب شاعر
مجتہد ہو جائیں تو وہ احباب جو فارسی نظم کا مذاق اور باخود کلام حافظ سے کچھ رکھتے ہیں اسکو
پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور شاید ایاں حافظ اس کی آسانی بر زبان کر سکن گے جناب
خواجہ حسام کا کل کلام مرصع ہے کیونکہ ایک شہور روایت ہے کہ ایران کے ایک بادشاہ نے
دیوان حافظ کا خلاصہ کرنا چاہا اور چار عالموں کو اس کام پر متعین کیا کہ اپنی اپنی رائے سے علیحدہ علیحدہ
خلاصے مرتب کریں جب چاروں خلاصے تیار ہو گئے اور اکٹھا کر دیکھا تو کل دیوان حافظ اس میں آ گیا تھا
اس لیے اس کوشش سے باز رہا۔ میں نے اپنی ذاتی رائے اور مذاق کے موافق یہ خلاصہ مرتب کیا ہے
ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسرے حسب ایسا انتخاب لے کریں جس میں یقیناً حصہ دیوان کا آجائے
پہلے میں نے وسیع پیمانہ پر انتخاب کیا تھا لیکن حجم زیادہ ہونکی وجہ سے اس انتخاب کا
تب لباب موجود شکل میں قائم کیا گیا یہ شراب و آتش ہے جو ہدیہ ناظرین ہے
اور جس پر اس شعر کا مضمون صادق آتا ہے جو اس تمبیہ کے
زیب عنوان ہے اسی وجہ سے اس کا تاریخی نام **عطر دیوان حافظ**

رکھا گیا ہے، کیونکہ فی الواقع وہ دیوان کا عطر یا جوہر اس انتخاب میں (۱۵۳۵) اشعار میں گویا کہ
 دیوان کی ایک تہائی کے قریب اس انتخاب کے ساتھ سب سے زیادہ محنت اسکی تصحیح میں کرنی
 پڑی۔ اس ملک کے قلمی یا مطبوعہ نسخوں میں سو کوئی نسخہ صحیح نہیں پایا۔ اس لیے جس لفظ کے
 متعدد نسخے تھے، اول میں بہترین نسخہ میں سے منتخب کر لیا اسی کا نام اس انتخاب سے یہ بھی
 ٹکڑو ظاہر کر دینا چاہیے کہ بعض الفاظ سب نسخوں میں یکساں مہل اور بے معنی تھے جنکی توقع حاظ
 جیسے استناد سے نہیں ہو سکتی تھی اور میرے دماغ میں ایک خیال سہلی کی طرح دوڑ گیا کہ مصنف نے
 غالباً فلاں لفظ استعمال کیا ہوگا جو کاتبوں کی مہربانی سے نسخہ ہو گیا اس لیے ایسے مقامات پر
 ٹھکڑو اپنے اجتہاد یا ذاتی رائے سے کام لینا پڑا۔ اس اجمال کی تفصیل میں اپنے رسالہ
 تنقید لسان الغیب میں جو حال ہی میں مطبع نظامی بدایوں سے چھپ کر نکلا ہے، بیان رکھا
 اس رسالہ میں حافظہ رکھ کے بعض اہم اشعار کی شرح بھی بیان ہوئی ہے غرض کہ اس
 انتخاب میں اشعار کی صححت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حافظہ رکھ کا دیوان ایک
 خوشنما کلمہ مستند ہے اور اس میں وہ تمام خوبیاں اور درابائیاں موجود ہیں جنکا
 کسی ایک شاعر کے کلام میں جمع ہونا مشکل ہے

ز دلبری نتوال لاف ز وہ آسانی ہزار نکتہ درس کا مہنت تا دانی

خاکسار

محمد ابو الحسن صدیقی بدایونی

پنشنر و سابق چیف جج سرکار نظام خداداد ملکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الف

کہ عشق آساں نمود اول دلائی قناد شکلا
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم نمز لیا
جس فریادی دارد کہ بر بندید محملها
کجا دانند حال ما بسکرا ران سا حلها
نہاں کو ماند آں رازے کز سوز غلها

اَلَا يٰٓاَيُّهَا السَّاقِي اَدْرِ كَا سَاوَدْنَا وِلَهَا
بے سجاده رنگیں کن رُت پیرمخاں گوید
مراد منزل جاہاں چہ امن عیش چوں ہر دم
شب تاریکیم معی مگر داپ چنیں اہل
ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر

ز آنکہ زوہر دہدہ آہے روئے رخشان شما

بختِ خواب آلود ما بیدار خواہد شد مگر

دردا کہ رازِ پنہاں خواہد شد آشکارا
بادوستاں تطفن بادشمنان مدارا

دل میرود ز دستم صاحب دلاں خدا را
آسایش دو گیتی تفسیر این دو عرفا است

گر تو نمی پسندی تفریق کن قضا را اشبه لنا و اَحْلَ مِنْ قَبْلِهِ الْفَدَارَا کایں کیمیائے هستی قاروں کند گدارا	در کوئے نیک نامی مارا گزرنه دادند آں تلخوش که صوفی امّ انخبانش نغاند ہنگام تنگدستی در عیش مکوش وستی
حافظ بہ خود نہ پوشیدایں خرقہ، مے آلود اے شیخ پاکدامن معذور دار مارا	
مطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بکام ما اے بے خبر ز لذتِ شربِ مدام ما ثبت است بر جویدہ عالم دوام ما نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرام ما	ساقی بنو بادہ برافروز جام ما مادرِ پیالہ عکسِ رخ یار دیدہ ایم ہرگز نمیرد آنکھ دلش زندہ شد لبش ترسم کہ صرفہ بند روز باز خواست
بہیں تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا سلاع و عطا کجا نغمہ و رباب کجا	صلاح کار کجا و من خراب کجا چہ نسبت است بر ندی صلاح و تقویٰ
بخال ہندوش خشم سمرقند و بخارا را کنا را آب رکنا باد گلگشتِ مصلہ را چناں بردند صبر از دل کہ ترکا خاں انبیا را برآب و رنگِ خال و خطا چہ حاجت رُو زیبا را	اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل را بدہ ساقی مے باقی کہ دجنت نخواہی را فقاں کیں بولیاں شوخ و شیریں کا تندرستو را ز عشقِ ناتمام با جمالِ یارستغنی را

من از آن حسن روز افزون کی یوسف دشت نیت حدیث از مطرب و سگوار زد هر کس جو نصیحت گوش کن جان که از جان دوست تواند بدم گفتی و خرمدم عفاک الله بگو گفتی	که عشق از پرده عصمت بردن آرد لیا را که کن کشود و کشاید حکمت این مُتار را جو آن سعادتمند پند پیر داناں را جو آب تلخ می زید لب لعل شکر خارا
دوش از مسجد سوسه میخانه آمد پیر ما ما مریداں رو بسوسه که به چول آریم چول	چسبیت یار آن طرقت بعد ازین تدبیر ما رو بسوسه خانه خمار دار دسیر ما
صوفی بیا که آئنه صاف است جام را راز درون پرده ز رندان مست پرس ما را بر آستان تو بس حق خدمت است	تا بنگری صفائے لعل خام را کایں حال نیست صوفی عالی مقام را اے خواجه بار زمین به ترحم غلام را
حافظ مرید جام جم است اے صبا برد وز بنده بندگی برساں شیخ جام را	
رونی عهد شباب است دگر بتاں را ترسم آن قوم که برد دگشاں می خندند گر چنین جلوہ کند مغچه باده فروش	میرسد زده گل بل خوش الحان را دو سر کار خرابات کنند ایماں را خاک روپ درمے خانه کنم مرگاں را

نه نشوی واقف یک نکته ز اسرار وجود هر که را خاک آلوده و مشت خاک است ماه کفانی من مندر آن تو شد ملک آزادی و کنج قناعت گنج است	گر تو سرشته فتوی دارده ای کمال را گو چه حاجت که بر افلاک کشتی ایوان را وقت آنست که پدر و دکنی زندان را که بشمشیر میسر نشود سلطان را
	حافظ خور و رندی کن خوش باش و دام تندویر کن چو دگر اقبال را
یلا زمان سلطان که رساند این عارا همه شب دین امید که نسیم صبحگاهی	که بشکر بادشاهی ز نظر مرا گذارا یه پیام آشنائی بنواز دشتنا را
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را غور حسن اجازت گرفته واده اگل بحسن خلق توان کرد صید ابل نظر چو با حبیب نشینی و باده پیمائی جز این قدر نتوان گفت دجال تعیب	که سر به کوه بیاباں تو داده مارا که پر شسته کنی عند لب شیدا را به دام و دانه نگیرد مرغ دانا را بیا د آر حدیفان باد پیمای را که خالی مهر و فانیست رکن زیارا
گر چه بدنامی است نزد عاقلان	مانی خواهیم تنگ و نام را

زود باشد که بیدار بسلامت یارم	اسے خوش آں روز کہ آید بسلامت یارِ ما
انچہ جانِ عاشقان از دستِ ہجرت میکشد	کس ندیدہ در جہاں جز کشتگانِ کربا
ب	
شاہداں ستور و مستان بے تکیب	خاکِ محمور و درویشاں خراب
سو نہ مستان مگر بد اند محتب	دو دم از مے شاں ز نذر آتش آب
تعالیٰ اللہ چہ دولت دارم امشب	کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب
برآں عزیم اگر خود می رود سر	کہ سر پیش از طبع بر دارم امشب
خلوت خاصِ عاشقِ حق ز نہنگاوارس	این کہ می بینیم بیدار نیست یارب یا بچا
تا کشید آن مشتری در ہائے حافظ را بگوشت می رسد ہر دم بگوشت زہر کلبانگ باب	
لگاں مبر کہ بدورتو عاشقان مستند	خبر نہ داری ز احوالِ زاہدانِ خراب

ت

بیا که قصرال سخت است بنیاد است	بیا ر باد که بنیاد عمر بر باد است
نصیحتی گنمت یاد گیر و در عمل آر	که این حدیث زیر طریقه تم یاد است

ق

مجددستی عمارت جهان است نما	که این عجزه عروس هزار داماد است
غم جهان مخور و پند من سباز یاد	که این لطیفه لغزم زهر و یاد است

ق

رضا بداده بدو ز جبین گره بکشتی	که بر من و تو در اختیار نکشاد است
نشان مهر و وفا نیست در تنم گل	بنال بلبل مسکین که جائی فریاد است

حسد چه می بری هست نظم بر حاقظ
قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است

بر و بکار خود اے و اعطای چه فریاد است	مراقاده دل از کف ترا چاقاد است
میان او که خدا آفریده است از هیچ	دقیقه ایست که هیچ آفریده محشاد است
گدائے کوئے تو از بهشت غلغله مستغنی است	اسیر بند تو از هر دو عالم آزاد است
دلانمال ز بیداد و جور یار که یار	ترا نصیب یمن کرده است و این است

	بر و فسانه مخوان و هنون مدم حافظ کزین فسانه و افنون مرا بستی یاد است	
بهر تر از زهد فروشی که در و دوری است و آنچه گویند روانیست گوئیم روست		باده نوشی که در و پیچ ریائی بنود فرصت ایزد بگذاریم و محسن بدنه کنیم
سخن شناس نه دلبرا خطا اینجا است کجا است وقت عبادت چه وقت جادمان		چو بشنوی سخن اهل دل بگو که خطا است خمار عشق تو دیشب در اندرونم بود
کیمیای هست که در صحبت در ایشان است که بیای نه کنی شمره شدم روز است چاره بکیر زدم بکیره بر سر چه که هست		آنکه زری شود از پر تو آل قلب سیاه مطلب طاعت و پیمان درست از من است من هماندم که وضو ساختم از چنگه عشق
	حافظ از دوات عشق تو سلیمانی یافت یعنی از وصل تو آتش نیست بجز باد برست	
دیده آنکه دار طلعت او است گر دهم زیر بار منت او است		دل سراپرده محبت او است من که سرد دنیا و رم بد و کون

تو و طوبی و ما و قامت یار دور بخون گزشت نوبت ماست من و دل گرفتار شویم چه باک گر من آلوده دامنم چه عجب	نکر هر کس بقدر بهمت اوست هر کس پنج روزه نوبت اوست غرض اندر میاں سلامت اوست همه عالم گواه عصمت اوست
با که این نکته توان گفت کز سنگین دل	گشت بارادرم عیسی مریم با اوست
من نخواهم کرد ترک لعل یار و جام تو	زاهدان معذور دارم که انیم ندید است
خرقه زدم بر آب خرا باست به برد	خرم عقل مرا آتش خجانه لب و خست
زاهد ظاهر پرست از حال ما آگاه نیست چسبست این سقّ لمبه و ساده و لبش هر که خواهد گو بیا بهر خواهد گو برو هر چه هست از قامت ناسا و ناموزون است بر در میخانه رفتن کار یک رنگان بود بنده پیر خرا با تم که لطفش دائم است	در حق ماهر چه گوید جانی هیچ آگاه نیست زین معما هیچ دانا در جهان آگاه نیست بگردار و حاجت در باں درین آگاه نیست ورنه تشریف تو بر بالائے کس آگاه نیست خود فروشان را کوئی می فروشان نیست در نه لطف شیخ و زاهد گاه هست و گاه نیست

شکر خدا کہ از مدد و نجات کار سازد	بر حسب مدعاست ہم کار و بار دوست
دشمن بقصد حاقط اگر دم زند چہ باک	منست خدا سے را کہ نیم شرمسار و دوست
زلفت ہزار دل یکے تار مو بہ بست	راہ ہزار چارہ گرا ز چار سو بہ بست
حاقط ہر آنکہ عشق نوز بدو مل نجات	احرام طوف کعبہ دل بے وضو بہ بست
دی گفت طعیب از سر حیرت جو مرادید	ہیہات کہ درد تو ز قانون شفا رفت
اے دوست بہ پر سیدن حاقط قدیمے نہ	زاں پیش کہ گویند کہ از دار قمار رفت
منم کہ گوشہ میں خانہ خفا ہ منست ز بادشاہ و گدافا ر غم سجد اللہ مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوشتر مگر بہ تیغ اجل خیمہ بر کس نہم ورنہ ازاں زماں کہ برآں آستان نہادم تو	دعائے پیر میخان و در صبح گاہ منست گدائے خاکِ درد دوست بادشاہ منست کہ ذل جور و جفائے تو غر و جاہ منست ہمیدن از درد دولت نہ رسم و راہ منست فرا ز مسند خورشید تکیہ گاہ منست

گناہ گرچہ نہ بود اختیارِ ما حافظ
تو در طریقِ ادب کو مشقِ گو گناہ منست

از پیِ دین او دادن جاں کار منست
ز گسِ او که طیبِ دل، بیار منست

لعلِ سیراب - بخوش شنه - لبِ پائست
شربتِ قند و گلاب از لبِ یارم فرمود

کاین کرامت سببِ حشمت و تکلیف منست
زانکه منزله سلطانِ دل میکن منست

دولتِ فقر خدا یا بمن ارزانی دار
واعظ شنه شناس این عظمت گو فروش

پیداست نگار که بلندست خجابت

هز ناله و فریاد که کردم نشنیدی

شمشاد سایه پرور من از که کمترست
برکتِ یون ماحال تیر از شیر مادرست
تخصیص کرده ایم و مدا و مقر دست
از هر کس که می شنوم، مکرر است
دولتِ دین سر او کشایش درین دست

باغِ مرا چه حاجت سر و صبورست
اے نازنین سپر تو چه مذمب گرفته
چون نقشِ علم زد در به بنی شراب خواه
یک قصه پیش نیست غمِ عشق و این لب
از آستانِ پیرمغال سر چرا کشم

صلوات سرخوشی اے عاشقانِ بادہ پرت ببین کہ جام زجاجی چگونه آشن شکست رواق طاقِ معیشت چه سر بلند و چه بلے بقول بلا دلی، لبته اند عهد است کہ نیست است سرانجام هر کمال که هست	شکفته شد گلِ حرمِ ادگشت ببل مست اساس تو به که در محکمی چون شک نمود ازین رباط و دو چوں ضرورتست ریحیل مقامِ عیش بیسر نمی شود بے ریخ بهست و نیست مرغِ بالِ ضمیر و دل نوش دار
که ندانند جزین تخفه بماروز است اگر از خمر بهشت است و رازِ بادِ مست اے بسا تو به که چوں تو به حافط بلکت	بروای زاهد و برد در کشاں خورده گیر آنچه او ریخت به پیا، ما نوشیدیم خنده جامِ مے و زلفِ گرهِ گیرنگار
بخنده گفت بر و حافط که پای تو بست	زدست جو تو گفتم ز شهر خواهم رفت
باد و صبر کن که دوامی فرسمنت	ساقی بیا که بانق غیم بمرده گفت
جامِ سوختی و بدل دوست دارمت فی اکجلمی کنی و فرو می گذار مست	اے غائب از نظر بخدای سپارمت حافط شرابِ شاد و رندی نه و قنعت
حوالتم بخرابات کرد روز سخت	ملا متم بخرابی مکن که مرشد عشق

چوں کوئے دوست هست بجز اچا حاجت است در حضرت کریم تنها چه حاجت است احباب حاضر اند به اعدا چه حاجت است چوں خست از آن تست بیجا چه حاجت است	خاوت گزیده را تا بشه چه حاجت است ارباب حاتمیم و زبان سوال نیست اے مدعی برو که مرا با تو کار نیست مخلج جنگ نیست گرت قصه خون است
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست جز صحن بوستان و مے خوشگوار چیست کس را وقوف نیست که انجام کار چیست غما از خویش باش و غم روزگار چیست اے مدعی نزاع تو با پرده دار چیست بادل بشو که دهیم اختیار چیست معنی عفو چیست پروردگار چیست	خوشتزر عیش صحبت و باغ و بهار چیست معنی آب سازندگی و رودخانه ارم هر وقت خوش که دست دهد منتقم شمار پیوند عمر بسته بپوشیست هوشش دار راز درون پرده ز زندان مست پرس مستور و مست هر ده چو از یک قبیل اند سهو و خطائے بنده چو گیرند اعتبار
زاهد شراب کوثر و حا قوط پال خواست تا در میان خواسته کردگار چیست	
وہ کہ در کار غریباں عجبیت اہالیست نیت خیر گرداں کہ مبارک مالیست	اے کہ انگشت نمائی بکرم در ہمہ شہر ثرودہ دادند کہ بر ما گذرے خواہی کرد

طوبہ بنار

شمعِ دل و مسازانِ شست چو او بر سخت	افغانِ نظر بازاں برخاست چو شست
گل در بر دے در کف و مشوقه به کام است از ننگ چه گوئی که مرا نام ز ننگ است با محسبم عیب گوئید که او نیز	سلطانِ جهانم بچنین روز غلام است و ز نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام است پیوسته چو ماد طلبِ عیشِ مدام است
اگر بلطف بخوانی مزید الطافست بیانِ وصف تو گفتن نه حد امکانست	و گر بقتل براتی درونِ اصافست چرا که وصف تو بهیر دن ز حدِ اصافست
حافظ چه شد ار عاشق و زندانِ نظر باز	بس طورِ عجب لازم ایامِ شتاب است
کنون که در کفِ گل جامِ باده صاف است فقیهه بدرسم دی مست بود و قوی داد پدر و صاف ترا حکم نیست و دم در کش	بصد هزار زبانِ بلبلش در اوصاف است که می حرام و می بز مال اوقافست که هر چه ساتی ما ریخت عین الطاف است
اگر چه باده فرج بخش و باد گل بینزست صرای و حریفه غرت بدست افتد	بیا ننگِ چنگ مخور می که مقرب تیزست بقتل کوش که ایامِ فتنه انگیز است

عراق و پارس گرفتنی بشعر خود حافظ	بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است
بنال بلبل اگر با منت سہر یار است جمالِ شخص چشم است و لعل و عارضِ خال	کہ ماد و عاشق زاریم و کارما زار است ہزار نکتہ دریں کار و بار دلدار است
ق	
لطیفہ ایست نہانی کہ عشق از دہیزد روزندگان طرقت بہ نیم جو نغز ند دلش نہالہ میازار و خم کن حافظ	کہ نام آں نہ لب لعل و خط زنگار است قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عا ر است کہ رنگارسی جاوید در کم آزار است
اگر چہ عرض ہنر پیش یار بے ادبی است پری ہفتہ رخ و دیو در کمر شمشیر و ناز سبب ہنس کہ چرخ از چہ سفلہ پر در شد ازین چمن گل بجای کس نخید آرسے حسن ز لہرہ بال از جہش صہیب روم جمالِ دختر ز نور چشم ماست مگر دوائے دردِ خود کنوں ازاں مفرج جو ہزار عقل و ادب و شتم من سے خواہ	زباں خموش ولیکن دہاں پراز عربی است بہوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بولعجبی است کہ کام بخشی اور ابہا نیبے بسی است چراغ مصطفوی بشمار بولعجبی است ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بولعجبی است کہ در نقاب زجاجی و پردہ عینی است کہ در صراحی حبیبی و شیشہ جلی است کنوں کہ مست و خراب صلا بے ادبی است

کہ گناہِ دگرے بر تو نخواستند نوشت ہر کسے آں درد و عاقبت کار کہ کشت مہمہ جاخانہ عشق است چہ مسجد چہ کشت توجہ دانی کہ پس پرده کہ خوبست کہ کشت پدرم نیز بہشت ابد از دست بہشت توجہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت در شترت ہمہ انیس زہے پاک شتر تو غنیمت شمار ای سایہ بید و لب کشت	عیب ز نماں مکنے زاید پاکیزہ شتر من اگر نیکم دگر بد تو برو خود را بخش ہمہ کس طالبِ یارند چہ بشمار و چہ ست نا امید مکن از سابقہ روز ازل نہ من از خانہ تقوی بدر افتادم و بس بر عمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل گر نہادت ہمہ اینست زہے پاک نما باغِ فردوس لطیف است ولیکن ز نہار
سرِ مرا بجز این در حوالہ گاہے نیست کہ در شریعت ما غیر از این گناہے نیست	جز آستانِ تو ام در جہاں پناہے نیست مباحث در پے آزار ہر چہ خواہی کن
از رقیباں نہ فتنم ہوس است	طبعِ خام ہیں کہ قصہ فاش
آری باتفاق جہاں می توان گرفت دوسراں چو نقطہ عاقبت در میاں گرفت	حسنت باتفاق ملاحظت جہاں گرفت آسودہ بر کنار چو پر کار می شدم

نہیم موئے تو پیوند جاں آگہ ماست جمالِ چہرہ تو حجتِ موجبِ ماست	خیالِ روئے تو در طریقِ ہمہ ماست برغمِ مدعیانے کہ منعِ عشق کنند
صراحی مے ناب و سفینہ غزل است ملالتِ علما ہم ز علم بے عمل است لبشت و شوئے نگر و سفید و این مثل	دیں زمانہ رفیعہ کہ خالی از خلل است نہ من ز بے علی در چہاں ملولم و لبس ز قسمتِ ازلی پیرہ سببِ نجات
گفت ہا مانشین کز تو سلامت برخاست کہ نہ در آخرِ صحبت بندامت برخاست بتما شائے تو آشوبِ قیامت برخاست سر و سرکش کہ بنا ز قد و قامت برخاست	دل و دینم شد و دلبر بلامت برخاست کہ شنیدی کہ دیں بزم دے خوش نشست مست بگذشتی و از خلوتیانِ ملکوت پیش رفتار تو پا پر نہ کشید از جملت
	حافظِ ابس خرقہ بیند از مگر جانِ بری کالتش از خرمن سادوس و کرامتِ برخاست
دغچہ ہنوز و صدت عند لیب ہست لیکن امید وصل تو ام غفریب ہست ہر جا کہ ہست پتوئے حبیب ہست	روئے تو کس ندید ہزارت رقیب ہست ہر چند و دم از تو کہ دور از تو کس مباد در عشقِ خانقاہ و خرابات شرط نیست

عاشق کہ شد کہ یار بجالش نظر نہ کرد	اے خواجہ در دنیست و گرنہ طبیعت بہت
چشم بدور کزین تفرقہ خوش باز آورد	طالع نامورو دولت مادر زادت
ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت مستم کن آنچناں کہ ندانم ز یحودی ز اہد غرور داشت سلامت نہ در راہ ز اہد تو دان و خلوت و تنہائی و نماز نقد دے کہ بود مرا صرف بادہ شد	در وہ قدر ح کہ موسم ناموس و نام رفت در عرصہ خیال کہ آمد کد ام رفت رند از رہ نیاز بہ دار السلام رفت عشاق را حوالہ بعبیش مدام رفت قلب سیاہ بود ازاں در حرام رفت
صیغہ مرغ چین با گل نو خاستہ گفت گل بچندیکہ از راست نر بچیم و لے تا ابد بوئے محبت بمشامش نرسد	ق ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت یہیچ عاشق سخن تلخ بہ معشوق نگفت ہر کہ خاک در مے خانہ بر خسا رنر گفت
گر ز دست زلف شکینت خطائے رفت رفت ور ز ہندوئے شتا بر ما جفا سے رفت رفت برق عشق از خرمن پشمینہ پوشی سوخت سوخت جو ریشہ کا مراں گر برگداے رفت رفت	

عیبِ حافظ گو کم زاهد کہ رفت از خانقہ
پائے آزاداں چہ بندی گر بجائے رفت رفت

دیرِ دگر زدن اندیشہ تبہ دانست
کہ سرفرازی عالم دین کلدانست
ز فیض جامِ مے اسرار خانقہ دانست
کہ شیخِ مذہب ماعاقلی گنہ دانست

بگوئے میکدہ ہر سالکے کہ رہ دانست
زمانہ افسرِ رندی نہ داد جز یہ کسے
بر آستانہ مے خانہ ہر کہ یافت رہے
ورائے طاعت دیوانگاں زما مطلب

بر در میکدہ دیدم کہ مقیم افتاد است
استادِ لیرت کہ از عمدِ قدیم افتاد است

آنکہ جز کچھ مقامش نہ بد از یاد لبست
حافظِ گم شدہ را با نعمت ای جانِ عزیز

کہ کنجِ عافیت در سرائے خوشین است

مرو بہ خانہ ار با سببے مرویت دہر

محببِ نیز ازین عیشِ نہانی دانست

آں شد اکون کہ ز افواہ عوام اندیشم

بادہ پیش آر کہ سبابِ جہاں انہمست
کہ چو خوش بنگری اسے سرور و انہمست

حاصلِ کار کہ کون و مکان میں ہمہ نسبت
منتِ سدرہ و طوبی از پے سایہ کش

دل

دولت آنست که بے خون دل آید بکار بر لب بحر فنا منظر عجم اسے مانی زاهد امین مشو از بازی غیرت زینار از تنگ کن اندیشه و چوں گل خوش باش نام حافظ رقم نیک پذیرفت دے	ورنه با سعی عکس باغ جفا اینهمه نیست فرصت دال که ز لب تابداں اینهمه نیست که ره صومعه تا دیر مغاں اینهمه نیست زان که نمکین چهاں گذراں اینهمه نیست پیش رنداں رقم سود و زیاں اینهمه نیست
آں دم که دل بعشق دہی خوش مے بود مارا بمنع عقل مترسان دے پیار از چشم خود بپرس که مارا کی کثر فرصت شمر طریقه زندگی کدیں نشان	در کار خیر حاجت بیج استخاره نیست کاں شخنہ در ولایت ما بیج کاره نیست جاناں گناہ طلع و خرم ستاره نیست چوں راو گنج بر ہمہ کس آشکاره نیست
چہ لطف بود کہ ناگاہ رخنہ قلمت روان تشنه مارا بجرعہ دریاب دلم مقیم در نیت حرمش می دار	حقوق خدمت ماعرض کرد بر کرم چومی دہند زلال خضر بجام حمت بشکر آنکہ خدا داشته است محترمت
چگونه شاد شو و اندرون غم کنیم ز بجز دی طلب یاری کند حافظ	باختیار کہ از اختیار بیرون است چو شفا کہ طلبکار گنج فارون است

گر لکھ داند عشقی خوش بشنوا این حکایت یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت گو یا ولی شناساں رفتند از ولایت جو راز حبیب خوش نرکز مدعی عایت	زایا را دلخوازم شکر سیت باشکایت بے مزد بود همت هر خدمت که کردیم رندان تشنه لب را آبے نمی دهد کس هر چند بردی آبم رواز درت نتابم
فردا که شوم خاک چه سود آنکس ندانست بیداد لطیفال همه لطف است و کرامت	امروز که در دست تو ام مرتخت کن حاشا که من از جور و جفائے تو بنالم
بر سر کوی مفاں یابد وفات	شاد باد روح آن رندے که بقاد
حاشا که رسم جور و طریق ستم ندانست	بر من جفا ز بخت بد آمد و گرنه یار
که خدا در ازل از بهر بهشت نه سرشت من و مے خانے و ناقوس در و دیو کشت در ازل طینت ما را زیه مختار شست خرقه در میکده را رهن مے ناب بهشت باش فارغ ز غم و نوح و شادی بهشت	بر وای زاهد و دعوت کنم سوائے بهشت تو و تبیخ و مصیبت و زهد و ورع منعم از مے کن ای صوفی صافی که حکیم صوفی صاف بهشتی نبود ز آنکه چون حافظا لطف حق را با تو عنایت دارد

در خرابات میسرید که میثا رکجاست فکر معقول نفر مانگن بجای رکجاست	هر که آمد بجا نَفَشِ خرابی دارد حافظ از باد خزاں دِ چمنِ دهر مرغ
تا بآں زلفِ پریشانِ تو بے چیز نیست کاین مشکر گردِ نیکدانِ تو بے چیز نیست زیر لب چاه ز نخدانِ تو بے چیز نیست اے گلِ این چاک گریبانِ بے چیز نیست	خواب آں نرگسِ فغانِ تو بے چیز نیست اولبت شیر رواں بود که من می گفتم چشمه آبِ حیات است دمانتِ اما دوش باد از سر کونینِ بگلستانِ بگشت
ز فیضِ روحِ قدسِ نکتہ سعادتیست	بیا و معرفت من شنو که در سخنم
رموزِ غیب که در عالمِ شهادت رفت که این محالہ با کوبِ ولادت رفت و نطیفه مے ووشیں مگر زیادت رفت چرا که کارِ من خسته از عبادت رفت	ز رطل در دکشاں کشف کرد سالکِ راه مجز طالعِ مولودِ من بجز رندی ز باداد بطر ز دگر بر آمد مگر بجز هکومتِ طبیبِ عیسی دم
صبا حکایعِ زلفِ تو در میالِ نجات زمانه طرحِ محبت نه این مالِ اندخت	بنفشه طره مفتولِ خود گره می زد بنود رنگِ دو عالم که نقشِ الفت بود

ہوا ہے منجھا گئی درین و آں انداخت مرا بہ بندگی خواجہ زماں انداخت	من از وعے و مطرب ندیدے ہرگز جہاں بکام دل انکوں شو کہ دور دل
منتِ خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست بہر مند از سر کویت دگرے نیست کہ نیست ورنہ در مجلس رنداں خبے نیست کہ نیست در سراپا کے وجودت ہرے نیست کہ نیست جاناں مگر ایں قاعدہ در شہر نہایت در ہیچ سرے نیست کہ سرے ز خدا نیست جز گوشہ ابروئے تو محرابِ عالم نیست	روحش از پر تور ویت نظرے نیست کہ نیست من ازیں طالع شوریدہ بر نجم ورنہ مصالحیت نیست کہ از پردہ برول افتد را موجر این تکتہ کہ حافظہ تو ناخوشنود است تیار غریباں سبب ذکر جمیل است گر بہریناں مرشد ماشد چہ تفاوت در صومعہ زاهد و در خلوت عابد
کرم نماؤ فرودا کہ خانہ خانہ تست کہ آں مفرح یا قوت درخزانہ تست ولے خلاصہ جاں خاک آستانہ تست درخزانہ بھر تو و نشانہ تست	رواقِ منظر چشم من آستانہ تست علاجِ ضعفِ دل مالبسِ حوالہ کن بتنِ مقصرم از دولت ملازمت من آں نیم کہ دہم نقدِ دل بہر شوخے
جیسے دے خدا بفرستاد و برگرفت	بارغی کہ خاطر ماخستہ کردہ بود

به ترک صحبت یاران خود چه آساکفت که تنم خوشدنی نیست پیرمقال گفت که دل بدردتو خور و ترک در مال گفت بسه حدیث غفور و رحیم در حمن گفت	فقال که آن من بهامه رباں و دشمن دوست غم کهن بے سال جوزده دفع کنیده من و مقام رضا بعد ازین و تسکیر قریب بیا و باده بخور زانکه پیر میکده دوست
چوں صبر توان کرد که مقدر زمانده است	صبر است مرا چاره ز هجران تو لیکن
ای من غلام آن که دلش باز با یک کیفیت	خلف زباں بدعوی عشقش کشاده اند
ز آن رو که مرا بر در اورنگ نیاز است	المنه لله که در میکده باز است
باد دوست گوئیم که او محرم راز است	راز می که بر خلق نگفتیم و نه فیتیم
نه عاقل است که نسیم خرید و نقد بهشت که آگه است که تقدیر بر سرش چه نوشت که خمیه سایه ابراست بزنگلب کشت که گر چه غرق گن هست میرود بهشت	چمن حکایت اردی بهشت می گوید کمن به نامه سیاهی ملاحت من مست گدا چران ز ندلاف سلطنت امروز قدم در یخ مدار از جنازه حافط

ح

اگر بزمِ توخون عاشق است مباح بیا که خونِ دلِ خویشینِ بحسِ کردم صلاح و توبه و تقویٰ ز ما مجوز آید	صلاح ما همه آنست کاسِ تراست صلاح اگر بزمِ توخون عاشق است مباح ز رند و عاشق و مجنون کس بجست صلاح
---	--

د

دامنِ گرچاک مشد در عالمِ رندی پاک	جامه در نیکنای نینری باید درید
اگر آں طائرِ قدسی ز درم باز آید آنکه تاجِ سرینِ خاکِ کفِ پالش بود	عمر گزشتہ پیرانه سرم باز آید از خدای طلبم تا لب سرم باز آید
از بر کوئے تو هر کو بمالمت برود گروهی آخر عمر از من و معشوق بگیر حکم مستوری و سستی همه برخاسته است	زود کارش و آخر بخالت برود حیف اوقات که بیکسر بمالمت برود کس ندانست که آخر بچه حالت برود
آنکس که بدست جام دارد	سلطانی جم مدام دارد

تا یا رسد کد ام دارد	ما و زاهدان و تقوی
	جان بیمار مانیست ز تو روی سوال اے خوش آں خسته که از دوست جو دارد
نهیپ حادثه بنیاد ما زجا بهبرد فراغت آرد و اندیشه بلا بهرد مگر نسیم پیام خداے را بهبرد	اگر نه باده غم دل زیاد ما بهبرد طلب عشق منم باده خور که از معجون بسوخت حافظ و کس حال او بیار
ور از طلب بشینم بکینه بر خیزد ز حقّه دهنش چوں شکر فرو ریزد که گر سینه کنی روزگار بتیزد	اگر روم ز پیش فتنها بر انگیزد و گر کنم طلب نیم بوسه صد شام بر آستانه تسلیم سربینه حافظ
مشتاقم از برای خدا یک شکر بخند مانیستم مقتدر مرد خود پسند دانی کجا ست جلے تو- خوارم یا خجند	اے پسته تو خنده زده برد بان قند که طره می نای و گه طعنه می زنی حافظ تو ترک غمزه ترکان نمی کنی
زد و دست دست نداریم هر چه بادا باد	بجائے طعنه اگر تیغ می زند دشمن

علی الصباح که مے خانہ رازیارت کرد اگر چه چشم بباد اعطا از حقارت کرد خبر دہید کہ حافظ بے طہارت کرد	بآب روشن و مے عارف طہارت کرد بیابیکدہ وضع قرب جاہم ہیں اگر امام جماعت بخواندش امروز
ہلال عید بدور قدح اشارت کرد خدا سن خیر و ہوا نکہ ایں عمارت کرد بخون دختر رز جاہم راقضارت کرد لظہر درد کشاں از سر حقارت کرد اگر چه صغمت بسیار در عبارت کرد	بیا کہ ترک فلک خوان روزہ غارت کرد مقام اصلی ما گوشہ خرابات است امام شہر کہ سجادہ می کشید بدوش فنال کہ نرگس جماش شیخ شہراموز حدیث عشق ز حافظ شنو نہ از غلط
دولت خبر ز راز نہانم نمی دہد دوراں چو نقطہ رہ بیام نمی دہد یا ہست و پردہ دارت سم نمی دہد گرہ از کار فرو بستہ ما بکشائید دل قوی دار کہ از بہر خدا بکشائید کہ در خانہ تزیرو ویر و ریابکشائید بس در بستہ بفتح دعا بکشائید	سخت از دہان یار نہانم نمی دہد چنداں کہ بر کنار چو پر کار می روم مردم نہ انتشار و دین پردہ را دینست بود آیا کہ در میکدہا بکشائید اگر از بہر دل زاہد خود ہیں بستند در مے خانہ بہ بستند خدا یا میبند بصفاے دل زندان صبحی زد کال

کہ چہ زنا رز زہریش بجھا بکشا ینہ	حافظ این خر قہ پشیمینہ بہ پینی فردا
کہ بہ بالائے چھاں از بن دینم بر کند زانکہ دیوانہ ہما بہ کہ بہ ماند در بند	بعد ازین دست من و دامن آں ولند باز منشاں دل ازاں گیسوئے شکیں
کہے باد یجراں خورده و با من برگرداں کہ آفت ہاست در ناخیر و طالب را دباں بدیں سر شپہ اش بنشاں کہ خوش آں بتلخی کشت حافظ را و شکر در دہاں دارد	خدا را داد من لبناں از او آں شخہ مجلس بفتر اک اہمی بندی خدا را زو و صیدم کن ز سر و قد و جو بیت کن محرم چشم را چہ عذر را ز بخت خود گویم کہ آں عیار آں کوب
یکے بسکہ صاحب عیار مانرسد غبار خاطرے از رہگذار مانرسد	ہزار نقد بہ بازار کائنات آرند چھاں بزمی کہ اگر خاک رہ شوی کس با
ز قہر چاہ بر آمد با وجہ ماہ رسید نوید فح و بشارت مہر و ماہ رسید زورد نیم شب و دریں صبح گاہ رسید	عزیز مصر بر غم برادران عینور بیا کہ رایت منصور پادشاہ رسید مرد بخواب کہ حافظ بہ بار گاہ قبول

بنفشہ دوش بگل گفت و خوش فتنائے داد
 کہ تاس من بجاں طرہ فلائی داد
 دلم کہ مخزن اسرار بود دست قضا
 درکش بہ بست و کلیدش بہ دستانے داد
 شکستہ وار بدر گاہت آدم کہ طلیب
 بمو میائے لطف تو ام نشانے داد
 برو معاحبہ خود کن اے نصیحت گو
 شراب و شاہد و ساقی کرا زیاںے داد

واں راز کہ در دل بہ ہفتم بد راقا
 ہاؤر دکشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد
 باطنیت اصلی چہ کند بد گہر افتاد

پیرانہ سرم عشق جو آنے بس لہ افتاد
 بس تجر بہ کر دیم دریں دار مکافات
 گر جاں بہ ہد سنگ سیہ لعل نگردد

کہ روز محنت و غم رو بہ کوہی آورد
 بسے شکست کہ بر افسر شہی آورد

بزد باد صباد و شہم آگہی آورد
 بخیر خاطر ماکوش کایں کلاہ مند

کہ جو من شاہد و ساقی و شمع و شعلہ بود

بکوائے میکہ یارب سحر چہ مشغلہ بود

بنالہ دف دے درخوش دولولہ بود ورائے مکسر و قیل و قال مسئلہ بود زما مساعد بن خورش اندکے گلہ بود بخندہ گفت گیت با من این معاملہ بود فہاں کہ وقت مروت چہ تنگ ^{صلہ بود}	حدیث عشق کہ از حرف صورتی است مباحثے کہ در اں حلقہ جنوں می رفت دل از کرشمہ ساقی لشکر بود وے بگفتش بلم بوسہ حوالہ کن دہان یار کہ در مان در حاقط داشت
کز دلق پوش صومعہ بے ریاشنید در حیرتم کہ ^{داد} صومعہ فروش از کجاشنید صد بار پیر میکدہ ایں ماجرا شنید دل شرح آں دہد کہ چہ دید و چہ شنید بس دیر شد کہ گنبد جرخ ایں صومعہ شنید فرخندہ بخت آنکہ سمیع و منا شنید در بند آں مباحث کہ نشنید یا شنید	خوش می گتم بہ بادہ مشکین مشام جاں ستر خد کہ عارف سالک کس نگفت ما بادہ زیر خرقہ نہ امروزی کشیم یارب کجاست محرم رازے کہ یک زبان ماے بیابگ چنگ نہ امروزی خوریم پند حکیم ^{بہن} صوابست و محسن ^{خیر} حاقط و طیفہ تو دعا ^{بہن} گفت و بس
گفت بر ہر خواں کہ ہشتم خدا رازاق بود	بر درشا ہم گدائے نکتہ در کا رکرد
سیر با خاک رہ پیر مغاں خواہد بود	تازمے خانہ وے نام و نشان خواہد بود

ما ہما نیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود کہ زیارت گہ زندانِ جہاں خواہد بود سالمہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود راز این پردہ نہا نیست و نہاں خواہد بود کس نہا نیست کہ رحلت بچسپاں خواہد بود زلزلہ معشوقہ بدستِ دگراں خواہد بود	حلقہ پیر مغاغم ز ازل در گوش است نرسہ تر موت ما چون گزری ہمست خواہ بر زینے کہ نشان کعب پاے تو بود بر دایے نہاد خود ہیں کہ ز چشم من تو عیب مشاں کن ایے خواجہ کریں کہ رب بختِ حاکم گراں گزین گو نہ مدد خواہد کرد
وین رازِ سرِ عمر بہ عالم سہر شود آرے شود «نیکسا بخون جگر شود یار ب مباد آنکہ گدا معتمد شود مقبول طبعِ مردم صاحب نظر شود	ترسم کہ آنکس دغم ما پردہ در شود گویند سنگدانی شود در مقامِ صبر در تنگناے حیرت از سختِ رقیب بس بختِ غیرِ حسن بباہ کہ تا کسے
وجودِ نازکت آزر دہ گزند مباد ہیچ عارضہ شخص تو درد مند مباد کہ حاجتِ بعلاجِ گلاب و قند مباد	تنت بنا ز طیبیاں نیاز مند مباد سلامت ہمہ آفاق در سلامت شفا ز گفہ شکر فشاں حافظ جو
جاں بے جاں جاناں میلِ جہاں نہ دارد ہر کس کہ این ندارد حقّا کہ آں نہ دارد	

بایہج کس نشانے زان دلستاں ندیم
 یاسن خبر نہ دارم یا اونشاں نہ دارد
 چنگ خمیدہ قامت می خواند بعشرت
 نشنو کہ پند پیراں ہیچیت زیاں نہ دارد
 آنرا کہ خواندی اوستا دگر بگری بہ تحقیق
 صنغر کیست اما طبع رواں نہ دارد
 اسے دل طریق رندی از محسب بیاموز
 مست است در حق او کس این گمان نہ دارد

کہ جس خوب مبصر بہرہ دید خرید

بہائے وصل تو گر جاں بود خریدارم

ترا بہر حال مشتاقاں نظر باد

بجاں مشتاقِ روئے نشت حافظ

نفس بہوئے خوشش مشکبار خواہم کرد
 فخرِ خاکِ رہاں نگار خواہم کرد
 بطلتم بس از امر و زکار خواہم کرد
 بنائے عہد قدیم استوار خواہم کرد

چو باد عزمِ سرکوبے یار خواہم کرد
 ہر آبروئے کہ اند و ختم ز دانش و دیں
 بہر زہبے و مشوقِ عمری گزرد
 بیا دِ حاتم تو خود ما خراب خواہم ساخت

طریقِ رندی و عشق اختیار خواہم کرد	نفاق و ذرّی بخشد صفا دل حافظ
کہ بود ساقی و این بادہ از کجا آورد بر آسہ کہ طیب آمد و دو آورد کہ در میان غزل قول آشنا آورد چرا کہ وعدہ تو کردی و ابجاء آورد کہ حلقہ بر من سکین یک قب آورد	چہ مستی است نہانم کہ رو بہا آورد علاجِ صغف دل ماکر شمع ساقی است چہ راہ می زند این مطرب مقام شال مریدِ پیرِ مغانم ز من مرغِ اے شیخ بہ تنگ چینی آل ترک لشکر می لازم
در آشتیِ ظلم بر سر عتاب رود کلاہد ایش اندر سرِ سرب رود کہ با تو روزِ قیامت ہمیں خطاب رود کہ این معاملہ با عالم شباب رود بیا من کم نشود و رعد انتخاب رود خوشا کسے کہ دریں راہ بے حجاب رود	چو دست بر سر زلفش ز نم تباب رود حجاب را چو فتد بادِ خوت اندر سر مرا تو عمد شکن خواندہ و می ترسم دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش سوادِ نامہ موئے سیاہ چوں طے شد تو خود حجابِ خودی حافظ از میان خیز
تا صدے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند ہم گر پیش ہند لطفِ شما کامے چند	حسبِ حالے تو شیتیم و شدایمے چند مابداں مقصدِ عالی نتوانیم رسید

بوسه چند بیا میر پشنامه چند چشم الغام مدارید ز الغامه چند ناخراست نه کند صحبت پناهمه چند نفی حکمت مکن از بهر دل علمه چند که گو حال دل سوخته باخامه چند	قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست اے گدایان خرابات خدا یار شماست زاهد از کوچه رنداں بسلامت بگذر عیب می جلد بگفتی هنر شش نیز گو پیر میخانه چه خوش گفت بدر می کشوفش
تو اس شناخت ز سوزی که در سخن باشد غریب را دل آلوده در وطن باشد	بیان شوق چه حاجت که حال تش دل هوائی کوئے تراز سرنخی رود مارا
شرابے خور که در کوثر نباشد	بیا اے شیخ در خجانه ما
خستگان را چو طلب باشد وقت نه بود گر تو بیداد کنی شرط مروست نه بود چون طهارت نه بود کعبه و تنجانه کیست نبود خیر در آں خانه که عصمت نه بود حافظا علم و ادب در زک در مجلس شاه هر گرانست ادب لائق صحبت نه بود	

دعائے نیم شبی دفع صدمه بکند که یک کرشمه تلافی صدمه بکند چو درد در تونه بیند گرا دو بکند بوقت فاشه صبح یک دعا بکند	دل اسبوز که سوز تو کارها به کند غناب یار پری چهره عاشقانه بخش طیب عشق میخادم است شفق لیک ز بخت خفته ملولم بود که بیدارے
نیست معلوم که در پرده اسرار چه کرد	ساقیا جام میمده که نگارنده غیب
ق	
کس ندانست که در گردش پرکار چه کرد	آل که بر نقش زد این دانه مینائی
دست در حلقه آل زلف و تان تو او کرد تکیه بر عهد تو و باد صبا نه تو او کرد آنچه سعی است من اندر طلبت بنمودم این قدر هست که تیر قضا نه تو او کرد من چه گویم که تراناز کی طبع لطیف تا بحد بیست که آهسته دعائت او کرد نظر پاک تو او در رخ جانا دیدن که در آنه نظر جز به صفا نه تو او کرد	

پناں خرید بادہ کہ کبھی فری کنند
 باطل دریں خیال کہ اکسیر می کنند
 مشکل حکایتی است کہ تقریری کنند
 خواباں دریں معاملہ تنصیر می کنند
 تا خود درون پرده چہ تقریر می کنند
 قوسے دگر حوالہ بہ نسبت بر می کنند
 کایں کا رخا نہ ایست کہ تغیر می کنند
 چون بیک بیک نگر می ؟ سہم از بر می کنند

من چنینم کہ نمودم دگر ایشان دانش
 کہ دریں آئینہ صاحب نظران جبرانند
 بعد ازین خرقة صوفی بگردستانند
 آہ اگر خرقة پشمن بگردستانند
 دیو بگردان از آن قوم کہ قرآن خوانند

دانی کہ چنگ وعود چہ تقریر می کنند
 جز قلب تیرہ پیچ نہ شد حاصل و ہنور
 گویند رمز عشق مگویند و مشنوید
 صد ملک دل بہ نیم نظر می توان خرید
 ما از برون در شدہ مغرور صد فریب
 قوسے بجد و جہد گرفتند وصل دست
 فی الجملہ اعتقاد ممکن بر ثبات دہر
 مے خور کہ شیبہ و حافظ و مثنوی و مقتب

در نظر بازی مایہ خیراں جبرانند
 وصف رخسارہ خورشید ز خفاش میس
 گر شوند آگہ از اندیشہ مانجیگاں
 مفلسا ینم و ہوائے مے و مطرب دایم
 زاہدار زندگی حافظ نکند فہم چہ پاک

دوش وقت سحر از غصہ بجا تم دادند
 داند راں ظلمت شب آب جیاتم دادند
 من اگر کام روا گشتم و خوشدل چہ عجب
 مستحق بودم و اینہا بزرگاتم دادند

این همه قند و شکر کز سخنم می ریزد
 اجر صبرست کز آن شلخ نبطم دادند
 کیمیا نیست عجب بندگی پیغمبرمغان
 خاک او گشتم و چندین درجا تم دادند
 شکر شکر بشکرا به یفشان اے دل
 که نگار خوش و شیرین حرکا تم دادند

رگلِ آدم سبب شدند و به پیمان زدن
 حواریاں رقص کنان ساعِ شکرانه زدن
 چو ندیدند حقیقت ره افسانه زدن
 قرعه فال بنام من دیوانه زدن
 چون ره آدم بیدار بیک دانه زدن
 تا سر زلف عروسان سخن شانه زدن

دوست و یدم که ملائک در میخانه زدن
 شکر ایزد که میان من و او صلح فدا
 جنگ بهقا و دولت همه را عذر بهنه
 آسمان با امانت نتوانست کشید
 مابعد خرم پندار ز ره چو زویم
 کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاش

بفروغِ چهره زلفت همه شب زند ره دل
 چه دلاور است دزدی که بکف چراغ دارد

منوشت کلامی و سلامی نفرستاد دانست که مخمورم و جامی نفرستاد بهیچم خبر از هیچ مقامی نفرستاد	دیر نیست که دلدار پیایم نفرستاد فریاد که آں ساقی شکر لب سر مست چندان که ز دم لاف کرامات و مقامات
گفتا شراب نوش و غم دل بیز یار تدبیر چیست وضع جهان این چنین قرار کونته کنیم قصه که عمرت دراز باد	دی پیر می فروش که ذکرش بخیر باد بیخار گل نباشد و بے نیش نوش هم حافظ گرت ز پند حکیمان ملالت است
عشق پیدا شد و آتش همه عالم زد دل غم دیده ما بود که هم بر غم زد خیمه در آب و گل مزرعه آدم زد که قلم بر سر اسباب دل خرم زد	در ازل پر تو حسنت ز تجلی دم زد دیگر آن قرعه و قسمت همه بر عیش زدند نظرے کرد که بیند بکجا صورت پیش حافظ آں روز بنامه عشق تو نوشت
	دوش می آمد در خساره برافروخته بود تا کجا باز دل غم زده سوخته بود کفر زلفش ره دیں می زد دآں سنگین دل در رهش مشعل از چهره برافروخته بود

دل بسے خوں بکفت آورد و سے دیدہ بر بخت
 اللہ اللہ کہ تلف کرو کہ اندوخته بود
 گر چه می گفت که زارت بچشم می دیدم
 که نهانش نضرے با من دل سوخته بود
 گفت و خوش گفت برو فرقه بسوزاں حافظ
 یا رب این قلب شناسنی که آموخته بود

در آں هوا که جز برق اندر طلب نباشد در کاخا نه عشق از کفر ناگزیر است در کیش جاں فروشاں فضل و هنر زید در محفل که نور شید اندر شمار ذره است می خور که عمر سرد گرد جهان تو نیست	گر خرمن بسوزد و چندین عجب نباشد آتش کرا بسوزد و گر بولهب نباشد اینجا نسب نگنجد اینجا حسب نباشد خود را بزرگ دیدن شتر طراد نباشد جز بادیه بهشتی پیش سبب نباشد
---	---

دل جز مہر مہر ویاں طریقے بر نمی گیرد نصیحت کم کن و مار بفراد و نیت بخش سرو چشے باین خوبی تو گوی چشم از دیر گیرد نصیحت گوئی و ندان را که با حکم خدا جنگ	ز هر در می دهم پندش ولیکن در نمی گیرد که غیر از راستی نقشه دین عی بر نمی گیرد برو کاین و عطف بے معنی مراد سر نمی گیرد دلش بس تنگ می بینم چرا ساغری نمی گیرد
---	--

چہ خوش صیدِ دلِ مکر دی بہارِ حشمتِ بیا	کہ کس آہوئی وحشی را زین غشتر نمی گیرد
خدا را رحمتی منعم کہ درویشِ سرگوت	در دیگر نمی داند رہِ دیگر نمی گیرد
من از پیرِ مغان دیدم کہ امتحانِ مرد	کہ این دلقِ ریائی را بجائے بر نمی گیرد

چل سال رنج و غصہ کشیدیم و عاقبت	تدبیرِ بادِ سستہ متہاسبِ دو سالہ بود
---------------------------------	--------------------------------------

دے با غم بسرِ بردنِ جہاں یکسر نمی آرد
 بے بفروشِ دلقِ ماکزین بہتر نمی آرد
 بکوئے مے فروشانش بجائے بر نمی گیرند
 زہے سجادہٴ نقوی کہ یک ساغر نمی آرد
 شکوہٴ تاجِ سلطانی کہ بیمِ جاں در و برج است
 کلاہِ دلکش است اما بدر نمی آرد
 بشواین نقشِ دلتنگی کہ در بازا بہ بیکرنگی
 بہ لغتہائے گوناگوں مے احرر نمی آرد
 برو گنجِ قاعدت جو بچن عافیت بنشین
 کہ یکدم تنگدل بودن بہ بحرِ دہر نمی آرد

	چو حافظ در قناعت کوش و از دنیائے دول بگذرد که یک جو منت دوناں بعد من ز ریحی ارزد	
شد بر مختب و کار بدستوری کرد انچه با خرقہ زاهدی انگوری کرد		دوستاں دختر رز تو بہ زمستوری کرد نہ بہفت آب کہ رنگش بعد آتش نرود
	درخت دوستی بنشاں کہ کام دل بہار آرد نہال دشمنی برگن کہ ریخ ہمیشہ آرد عماری دار لیلی را کہ مہر و ماہ در حکم است خدا یا در دل اندیش کہ بر مجنوں گز آرد دیں باغ ار خدا خواہد دیں پیرانہ سر حافظ نشنید بر لب جوئے و سروے در کنار آرد	
کاں جادوئے کماں کش بر غم غار آید		از چشم شوحش اے دل ایمانِ خود بگذرد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد شادی آور دگل و باد صبا شاد آمد		در نمازم خم ابروئے توچوں یاد آمد بوسے بہبود ز اوضاع جہاں می شنوم

دلبرِ راست کہ باحسَنِ خدا داد آمد اے خوشا سر و کہ از بندِ غم آزاد آمد	دلفریبانِ نباتی ہمہ زیور بستند زیر بارند درختاں کہ نعلق دارند
بدستِ شاہِ دشنے دہ کہ محترم دارد کہ جلوہ نظر و شیوہ کہ م دارد	بخط و خال گدایاں مدہ خزنینہ دل مراد دل ز کہ جویم کہ نیست دلدارے
یا تنِ سرِ بجاناں یا جاں ز تنِ برآید مایم و آستانش تا جاں ز تنِ برآید	دست از طلب ندارم ناکام من برآید ہر دم جو بے وفا یاں نتوان گرفت یارے
نیکنامی خواہی اے دل بایداں صحبت ملر خود پسندی - جانِ من - بر بانِ نادانی بود دی عزیزے گفت حافظ می خورد پنہاں شرب اے عزیزِ من گناہ آں بہ کہ پنہاں فی بود	
دریغا کہ با ما وفاے نہ دارد دل و جانِ حافظ صفاے نہ داد	ہمہ چیز دار و دلارام بسکن چو ماہ است روشن کہ بے مہر و تو

رو بر ریش نہ آدم و بر من گز زنگد
صد لطف چشم داشتیم و یک نظر نکرد

راستے بڑا کہ آہے بر سار آں تو اں زد
شعرے بخواں کہ با او رطل گراں تو اں زد
گردولت و صالت خواہد درے کشودن
سرما بریں تخیل بر آستان تو اں زد
در ویش را نباشد منزل سرمے سلطان
مایم و کہند دلقے کالش در اں تو اں زد

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
من ارچہ در نظر پار خاکسار شدم
غینمتے شمرائے شمع وصل پروان
چہ جلے شکر و شکایت ز نقش نیک ہوا
چناناں نمائد چنیں نیز ہم نخواہد ماند
رقیب نیز چنیں محترم نخواہد ماند
کہ این معاملہ تا صبح دم نخواہد ماند
کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دید
من این مرقع رنگیں چو گل بخواہم خست
بگوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم
و طیفہ گر برسد مصرفش گل است و بنید
کہ پیر بادہ فروکشش بحر عہ نہ خرید
کہ گم شد آنکہ دیں رہ بہ رہ برے رسید

کسے کہ سبب زنجندانِ شادمان نگزید
براحتے ترسید آنکہ ز جنت نکشید

زمیو ہائے بہشتی چہ ذوق در یاد
کن ز غصہ شکایت کہ در طریقِ ادب

بعد ازین نور بہ آفاق دہیم از دلِ خویش
کہ بخورشید رسیدیم و غبارِ آخر شد
صبحِ امید کہ بد متکلفِ پردہ غیب
گو بروں آئے کہ کار شبِ تاریا آخر شد
در شمار ارچہ نیاورد کسے حافظ را
شکر کاں محنتِ بے حد و شمار آخر شد

از سرِ پیاں گزشت بر سرِ پیانہ شد
چہرہ خندانِ شمعِ آفتِ پروانہ شد
قطرہ بارانِ ماگو ہر یک دانہ شد
حلقہٴ اورادِ ماگردشش پیانہ شد
دوش بیک جرعہٴ عاف و فرزادہ شد

زادِ خلوت نشین دوشِ بیخانہ شد
آتشِ حصارِ گلِ خرمنِ بلبلِ بسوخت
گریہِ شام و سحرِ شکر کہ ضائعِ نگشت
ز گسِ ساقی بخواند آیتِ افسوگری
محتسبِ ماکہ دی جام و قح می شکست

انچه خود داشت در بیگانه نمائی کرد	سالک دل طلب جام جم از مای کرد
طلب از گم شدگان لب در یابی کرد جز مش آں بود که اسرار هویدای کرد دیگر آں هم بکنند انچه میحای کرد	گوهری که صرف کون مکان و لون گفت آں یار که زو گشت سر در بلند فیض روح القدس از باز مدد فراید
رونی میکده از درس دعاے مابود هر چه کردیم بچشم کرش زیب بود که معال بهمه عیب نهاں بنیا بود	سالها دفتر مادر گره و صعب بود نیکی پیرنغاں پس که چو مابد متناں قلب اندوده حافظ بر او خرج نشد
زین قند پارسی که به بنگاله می رود کایں طفل بکیشبه ره یکساله می رود	شکر شکن شوند همه طوطیاں هیند طی مکان بسین وزماں در سلوک شعر
سمن بویاں غبار غم چو نبشیتد نبشاند پریرویاں قرار دل چو بستند بستاند بهرے یک نفس با ما چو نبشیتند برخیزند نهال شوق در خاطر چو برخیزند نبشاند	

شادی یارِ پری چہرہ بدہ بادہ ناب	کہ مے لعلِ دوائے دلِ غمگین آمد
ستارہ بدِ حشرید و ماہِ مجلس شد نگارِ من کہ بہ مکتبِ زلفت و خطِ ننوشت بصدِ مصطفیٰ ام می نشاند اکنول یار لب از ترشحِ مے پاک کنِ برائے خدا کرشمہ تو شرابِ بعا شقاں پیسود چو زرِ عزیز وجود است شعرِ من آرس	دلِ رمیدہ مارا انیسِ مونس شد بغزہ مسلہ آموزِ صد مدرس شد گدائے شہر نگہ کن کہ میرِ مجلس شد کہ خاطر مہنراں گنہ موسوس شد کہ علمِ بے خبر افتاد و غفلِ بچس شد قبولِ دولتیاں کیمیاے پس شد
ساتی ار بادہ ازیں دستِ بجام اندازد عارِ فال را ہمہ در شربِ مدام اندازد اے خوشا حالتِ آں صحت کہ در پائے حریف سر و دستا زنداند کہ کدام اندازد زاہد اسر بکلمہ گوشتِ خورشید بر آرد بختت ارقرہ بدیں ماہِ تمام اندازد زاہدِ خام طمع بر سرِ انکار بماند پختہ گرد و چو نظر بر مے و جام اندازد	

بادہ با محاسب شہر نونشی حافظ
کہ خورد بادہ است و سنگ بجام اندازد

کہ با من ہر چہ کرد آں آشنما کرد
کہ حافظ تو بہ از زہد و ریا کرد

من از بیگانگان ہرگز نسالم
بشارت بر بگوئے مینور و شال

نہ اہداں را رخنے در ایماں کنند
انچہ فرمان تو باشد آں کنند

شاہداں گرو لبری زین ہاں کنند
عاشقاں را بر سرخہ د حکم نیست

کہ زیر کان جہاں از کند شال زمیند
ہزار شکر کہ باران شہر بے گنہند
شہان بے کم و خسران بے کلہند
نہ آں گروہ کہ از رقی لبائل سہند
ہزار خرمین طاعت بہ نیم جو بندہند

شراب بیخوش و ساقی خوش دودام زمیند
من ارچہ عاشق و زند و مست و نامیہ
میں حقیر گداہان عشق را کایں قوم
غلام ہمت در دی کشان بیکر نگم
ہوش با کہ ہنگام بادا سے ستغنا

شاہد آں نیست کہ موئے و میا نے دارد
بندہ طلعت آں باش کہ آئے دارد

در ره عشق نشد کس بیقین محرم راز
 هر کس بر حسب فهم گمانی دارد
 با خرابات نشینان ز کرامات ملاف
 هر سخن جائی و هر نکته مکانی دارد
 مدعی گوید رود نکته به حافظ مفروض
 لکاب مانیز زبانی و بیانی دارد

ز دیم بر صفی رنداں و هر چه بادا باد
 نسیم خاک بر مصلی و آب بر کنای باد

شراب و عیش نهان صیبت کار و دنیا
 نمی دهند اجازت مرا به سیر سفر

بنیاد مکر با فلک حقه باز کرد
 شتر بنده ره روی که نظر بر حجاز کرد
 مار اخذ از زهد و ریای بی نیاز کرد

صوفی نهاد دامن و در حلقه باز کرد
 فردا که پیشگاه حقیقت شود پذیر
 حاقط کن ملامت رنداں که دازل

صوفی را باده باندازه غرور و نوشش باد
 ورنه اندیشه این کار فراموشش باد

گرچه از کبر سخن با من درویش نه کرد
جاں فدائے شکرین پستہ خاموش باد
پیر ما گفت خطا در قلم صنع نه رفت
آفرین بر نظر پاک خطا پوشش باد

صبا وقت سحر بوی ز زلف یار می آورد
دل شوریده مار از نو در کار می آورد
سر اسر بخشش جاناں طریق لطف و حساں بود
اگر تسبیح می فرمود - اگر زنا ر می آورد
عجب می داشتم دی شب زحافظ جام و پیانه
وے منقش نمی کردم که صوفی وار می آورد

سر پیاله پوشاں که خرقه پوش آمد
مکر مستی زهد و ریابویش آمد

چه جای محبت نامحرم است مجلس انس
نه خالقاہ بیخا نہ می رود حافظ

یار باز آید و با وصل قرارے بکند
جرعه د کشد و دفع خارے بکند

طاہر دولت اگر باز گزائے بکند
گو کر یلے که ز بزم طربش غمزده

یا و فایا خبر وصل تو یا مرگِ رقیب	بازی چرخ از یس یک دوسه کار بچند
عکس روئے تو چو دایمۀ جام افتاد جلوہ گرد رخس روز ازل زیر نقاب غیرت عشق زبان همه خاصاں برید سر دیش با من دل سوخته لطفی و گریست پاک ہیں از نظر پاک بمقصود رسید زیر شمشیر غمش رقص کنان باید رفت در خم زلف تو دخیل دل از چافوق آں شدای خواجہ کہ در صومعه باز مین من ز مسجد بخرافات نہ خود افتاد م چہ کند کز پئے دوراں نرود چوں کار صوقیاں جملہ حر لغیند و نظر باز دے	عارف از خندہ مے در طمع خام افتاد عکسے از پرتو آں بر رخ اقام افتاد از کجا تر غمش در دهن عام افتاد ایں گدایں کہ چہ شایستہ انعام افتاد احول از چشم دو بین در طمع خام افتاد کانکہ شد گشتہ او نیک سرائجام افتاد آہ کز چاہ بروں آمد و در دام افتاد کار با بارخ ساقی و لب جام افتاد ایتم از روز ازل حاصل فرجام افتاد یر کہ در دایرہ گردش ایام افتاد زین ساں حاقوق دل سوخته بزم افتاد
غلام نرگس سست تو تا جد ارا نند ترا صبا و مرا آب دیدہ شد عمار رقیب در گزرویش از یس کن نخوت	خراب بادہ لعل تو ہو شیا رانند و گرنہ عاشق و معشوق را ز دارا نند کہ ساکنان در دوست خاکسارا نند

کہ مستحق کرامت گناہگار نیست کہ عند لیب تو از هر طرف هزار نیست مرو و بصومعه کا بخا سبب کاه نیست کہ لشکر گان کند تو رستگار نیست	نصیب بہشت کھذا نشان نہ من بر آں گل عارض غزل سلیم بیا بمبیکدہ و چہرہ ارغوانی کن خلاص حافظ از آں زلف تابدار باد
ورنہ بیج از دل بے رحم تو فقیر نبود چوں شناسلے تو در صومعه کی پیوست کہ بر ہیچکیش حاجت تفسیر نبود	قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود سر ز حیرت بدر میکدہ ہا بر کردم کیتے بد ز عذاب اندوہ حافظ بے تو
نسبت مکن بغیر کہ اینہا خدا کند یا وصل دوست یا مے صافی دوا کند عیسے دے کجا ست کما جیاسے ماکند	گر بخچ پیشت آید و گر راحت اے حکیم مارا کہ در عشق و بلائے خار ہست جاں رفتا در مے و حافظ از غصہ خست
فکر مشاطہ چہ با حسن خداداد کند گر خرابے چو مرا لطف تو آباد کند قدر یک ساعت عمرے کہ درود داد کند	گو ہر پاک تو از مدحتہ مستغنی است امتحال کن کہ بسے گنج مراد تہ بدیند شاہ را بہر بود از طاعت صد سالہ زہد

کسے کہ حسنِ رُخ دوست در نظر دارد ز زہد خشک طو لَم بیا رہ بارہ ناب کسے کہ از رہ تقوی قدم بروں نہ نهاد ز بادہ میچیت اگر نیست این نہ بس کہ ترا	محقق است کہ او حاصلِ ہمسرہ دارد کہ بوسہ بادہ دماغم مدام تر دارد بغیر ہم میکہہ اکنون سفر دارد دے ز سوسہ عقل ہے شب دارد
گر من از باغ تو یک میوہ بکنیم چہ شود ز اہر شہر چہ ملک و شخسہ گزید من کہ در کوسے بتاں منزل و ما و اہم	پیش پائے بچرخ تو یہ بنیم چہ شود من اگر مہر نگارے بگزینم چہ شود گرد ہی جائے بغردس بنیم چہ شود
بکوسے خشن منہ بے دلیل راہ قدم	کہ من بخویش نمودم صدا ہننام و نشد
کے شعر ترا یگز خاطر کہ حزین ہشد از صل تو گر با ہم انگشتہ می زہنار غناک نہاید بود از طعن حسودے دل جام مے و خون دل ہر یک کسے دادند در کار گلاب و گل حکم ازلی ایں بود آں نیست کہ حافظ را سستی رود از غلہ	ایک نکتہ دریں معنی گشتیم : چہیں ہشد صد ملک سلیہ نمہ در زیر نگین ہشد شاید کہ چو واپسی خیر تو دریں ہشد در دائرہ شہمت او عنای چہیں ہشد کایں شاہد بازاری و آں پرورش ہشد کایں سابقہ زندگی تار و پیر ہشد

از بهر نشت رخوش نباشد	جاں نقد محقر است حا و و
حقه مهربان مهر و نشا نشت که بود بچنان در عمل معدن و کان است که بود سالمه رفت و بهان میراث شان است که بود	گوهر مخزن اسرار بهانست که بود طالب لعل و گهر نیست و گرنه خوشبید زلف بهند وے تو گفتیم که دگر ره نزنند
کنوں کہ لالہ برافروخت آتش نرود شراب نوش و رہا کن حدیث عادت و ثنود وے چه سود کہ در وے نہ ممکن است خلود	بلوغ تازه کن آیین دین نه روشنی زدست شایده یوسف جان عیسی ادم جہاں چو خلد بریں شدید و سوسن و گل
مگر چه بر و اعطی شرای سخن آساں نہ شود تا ریا و رزو و سالوس مسلمان نہ شود گوهر پاک بپاید کہ شود قابل نصیض در نہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجاں نشود عشق می و رزم و امید کہ ای فن شریف چوں ہنر بائے دگر موجب حرماں نشود	

دوش می گفت که فردا بد هم کام دلت
 سبب ساز خدا یا که پشیمان نه شود
 ذره را تا نبود همت عالی حافظ
 طالب چشمه خورشید درخشاں نشود

از حثمت اہل چل بکیواں رسیده اند
 جز آہ اہل فضل بکیواں نمی رسد
 صوفی بشوئے زنگ دل خود بہ آبئے
 زین شست و شوئے خرقة غفران نمی رسد
 حافظ صبور باش که در راہ عاشقی
 ہر کس کہ جاں نداد بہ جاناں نمی رسد

کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بہ عیب کند

کمال صدق محبت میں نہ نقص گناہ

کہ ز الفاس خوشش بوئے کسی آید
 ہر کس اینجا با امید ہوئے می آید
 ایں قدر ہمت کہ با نگہ سے می آید

مژدہ اے دل کہ میجا نفس می آید
 بیش کس نیست کہ در کوئے تو اگل نہایت
 کس نہ است کہ منہر لگہ مقصود کجاست

ہر حرفیہ زبے ملتے می آید گو بیا خوش کہ هنوزش نفس می آید شاہباز بیکشکار گیسے می آید	جرعہ دہ کہ بہ میخانہ دار باب کرم دوست را اگر سر پر سپیان بیامیزم یار دار دسر صید دل حافظ یاراں
خوش محاسبش و خطا پوش و خدا دارد پادشاہ ہے کہ بہسا یہ گدائے دارد ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد	پیر دی کش ماگرچہ ندارد دزد و زور از بدالت نبود دور گرش پر سد حال ستم از غمزه سیاموز کہ در مذہب عشق
غالباً ایں قدر عقل کفایت باشد ایں زماں سر برد آرم چہ حکایت باشد عشق کا رسیست کہ موقوف ہایت باشد ورنہ مستوری تا بچہ غایت باشد پیر ماہر چہ کند عین رعایت باشد تا خود اور از میاں باکہ غنایت باشد حافظ ار بادہ غور و کجائیکایت باشد	من دانکار شراب ایں چہ حکایت باشد من کہ شب بیدار تقوی زده ام با دف و کبک زاہد راہ برندی نہر و معذرت است تا بغایت رہ میخانہ منی دانستم بندہ پیر مغفم کہ ز جہلم بر ہا ند زاہد و غیب نماز و من و مستی و نیاز دوش از ایں غصہ غم کہ حکیمے گفت
حقوق بندگی مخلصانہ یاد آرید	معائنات ز حریف است بانہ یاد آرید

زبے وفائی دور زمانہ یاد آرید ز ہر ماں بسر تا زبانہ یاد آرید	منی خورید زمانے غم وفاداران سمند دولت اگر تندرست کنش است و
کہ کس بر بند خراب استنا من آں نبرد کہ پیچ کس ز قضاے خدا و جاں نبرد کہ زنگ غم دولت جزئی مناں نبرد پہوش باش کہ نقد تو پا سباں نبرد کہ تحفہ کس در گوہر بہ بحر و کاں نبرد	من و صلاح و سلامت کس این گمان نبرد مباش غرہ بعلم و عمل فینہ زمان مشو فریفتہ رنگ و بوقح در کش اگرچہ دیدہ بود پاسبان تو اے دل سعن بہ نزد سخداں ادا کن حافظ
کہ از رویے بازگ زردی بہر د کہ کار خدائی نہ کار نیست خرد قضاے بنشتہ شاید ستر د ارسطو دہد جاں چو بیچارہ گرد قناعت کن ارنیست اعلیٰ بر مرد کہ چوں مردہ باشی نگویسند مرد	ہزار آفریں برے صبح باد بر و ز اہد ما خوردہ بر من مگسیر مرا انداز عشق شد سر نوشت مزن دم ز حکمت کہ در وقت برگ مکن بیخ بیہودہ خرسند باش چناں زندگانی کن اندر جہاں
قضاے آسمان است این دیگر گنج ایش	مرا مہر چشماں ز سر بیرون نخواہد

مرا روز ازل کارے بجز رندی نغمه بیانا در صفتِ رنداں با لک جنگل نوشیم شبه مجنون به لیلی گفت کائے محبوبی متنا	ہر اس قسمت کہ آنجا شد کم و افزون نمی باشد کہ ساز مشرق زین آفسانہ نے قانون نمی باشد ترا عاشق شود پیدا وے مجنون نمی باشد
---	---

معاشران گرہ از زلف یا ر باز کمیند
 شبے خوش است این قصه اش دراز کمیند
 حضرة مجلس انس است و دوستان جمع اند
 و آن یکجا د بخوانید و در فراز کمیند
 میان عاشق و مشوق فرق بسیار است
 چو یار ناز نماید شما نیاز کمیند
 بجان دوست کہ غم پرده شما نہ درد
 اگر اعتماد بر الطاف کار ساز کمیند
 نخست موعظه پیر می فرودش انبست
 کہ از معاشرنا جنس احترام کمیند

مرا بصل تو گر زانکہ دستریش باشد بر آستان تو غوغائے عاشقان عجیب	دگر ز طالع خویشم چه ملتسن باشد کہ ہر کجا مشہرستاناں بود گلشن باشد
---	--

کہ نیم جان مرا یک کر شمع بس باشد
مرا بہ بیند و کوید کہ ایں چہ کس باشد

چہ حاجت است بشتیر قتل عاشق را
ہزار بار شود آشنای دیگر بار

روز و شب غصہ و غول میخورم و چون نخورم
چوں ز دیدار تو دورم بچہ باشم دلشاد
حافظ دل شدہ مستغرن یاد شب و روز
تو ازین بندہ دیکھتہ بکلی آزاد

ہر بد خوش خبر از طرف سبب باز آمد
تا گوید کہ چرا رفت و چرا باز آمد
کمال بہت سنگدل از راہ وفا باز آمد
لطف او ہیں کہ بصلح از در ما باز آمد

مردہ اے دل کہ دگر باد صبا باز آمد
عارفے کو کہ کند ہم زبان سوگون
مردی کرد و کرم بخت خدا داد ہن
گرچہ ما عہد شکستیم و گنہ حافظ کرد

تا ہمہ صومعہ داراں پے کار گیرند
خاصہ رقصہ کہ در دست نگار گیرند
کہ درین خیل حصارے بسوارے گیرند
بلبالاں را سزداد و ہن خارے گیرند

نقد ہار بود آیا کہ عیارے گیرند
رقص بر شعر زوالے نے خوش باشد
قوت بازوے پرہیز سخاں مفروش
زباغ چوں شرم ندارد کہ ہند پایہ رگل

زین میاں گریه‌واں به که کتایه گیرند	حافظ ابنائے زمان را غم سکنیت
نه هر که آئینه وار دسکندری داند کلاه داری و آئین سروری داند نه هر که سرتراشید قلندری داند جهان بگیرد اگر داد گسری داند وگر نه هر که توپینی ستگری داند که خواجه خود روش بند پوری داند که لطف طبع و سخن گفتن درنی داند	نه هر که چهره برافروختند دلبری اند نه هر که طرف کلاه کج نهاد و تندیشت هزار نکته باریک تر ز موعود این جات بقدر و چهره هر آن کس که شاه خواب شد و فلان عهد بخواب شد در بیاموزی تو بندگی چو گدایان بشرط مزد کن ز شعر دلکش حافظ کسے شود آگاه
بختم از پاره شود رختم ازین جا ببرد ترسم آن زنگس متناهی بیک جا ببرد	نبیست در شهر نگارے که دل ببرد علم و فضلے که به چل سال دلم جمع آورد
عالم پیرو گز باره جواں خواهد شد که ببلغ آمد ازین راه و نزال خواهد شد مایه نقد بقا را که ضماں خواهد شد مجلس و غط دراز است زمان خواهد شد	نفس باد صبا مشتاقاں خواهد شد گل عزیز است غنیمت شمریدن محبت اے دل از عشرت امروزی بفرمانگی گر ز مسجد بخوابات شد م عیب کن

حافظ از بہر تو آمد سوئے اقلیم وجود	قدمے نہ بودا عشق کہ رواں خواہد شد
نقدِ صوفی ہمہ صافی و بینش باشد خوش بود گر محاکم تجربہ آید بمیاں ناز پرورد تنعم ہر در راہ بدست غم دنیاے دنی چند خوری بادہ بخور دلن و سجادہ حافظ بہر بادہ فروش	اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد ناسیب روئے شود ہر کہ دروغش باشد عاشقی شیوہ رنداں بلاکش باشد حیف باشد دل دانا کہ مشوش باشد گر شراب از کف آں ساقی مہوش باشد
نسبت رویت اگر با ماہ و پرویں کردہ اند صورتے نادیدہ تشبیہ بہ تجہیں کردہ اند ساقیامے دہ کہ با حکم ازل تدبیر نیست قابل تغیر نہ بود آنچه نفسین کردہ اند در سفالیں کاسہ رنداں بخواری منکرید کایں حرفیاں خدمت جامِ جہاں میں کردہ اند	
واعظاں کیں جلوہ در محراب و منبری کنند چوں بخلوت می روند آں کار دیگر نمی کنند	

تشکله دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
 توبه فرمایاں چرا خود توبه کمتر می کنند
 بنده پیر خراباتم که در دلیشان او
 گنج را از بے نیازی خاک بر سر می کنند
 اے گدای خالقه باز آ که در دیرمغان
 می دهند آبی و دلمه را توانگر می کنند
 صبحدم از عرش می آمد خر و ش بازگفت
 قدسماں گوی که شعر حافظ از بر می کنند

هر که شد محرم دل در حرم یار بماند
 اگر از پرده بروں شد دل عیب یکن
 صوفیاں و ستمناز گروم همه فیت
 خرقه پوشان بگی مست گدشتقد و گدشت
 داشتم و لقمه و صد عیب مرا می پوشید
 جزو کم کو ز ازل تا باید عاشق اوست
 گشت بیمار که چون چشم تو گردد ز نرگس

و انکلیں کارند انست دماں کار بماند
 تشکرا بزد که نه در پرده پندار بماند
 خرقه ماست که در خانه خمار بماند
 قصه ماست که در کوچه و بازار بماند
 خرقه رهن می و مطرب شد و زنا ر بماند
 جاوداں کس نشیندم که دریں کار بماند
 شیوه آن نشدش حاصل بیمار بماند

کے صد ہند غنیمت فقیر نشین دارد	بخواری منکرے شمع ضعیفان فیقراں را
کہ آشنا سخن آشنا نگہ دارد زدست بندہ چه خیزد خدا نگہ دارد	حدیث دوست گویم مگر بہ حضرت دوست نگہ نہ داشت دل ما و جلے رنجش نیست
اگر تر گذرے بر مقام ما افتد کے اتفاق مجال سلام ما افتد بود کہ قرعہ دولت بنام ما افتد	ہلے اوج سعادت بدام ما افتد بہ بارگاہ تو چوں باد را نہ باشد راہ بنا امید ازین در و برائے خدا
گر رود از پئے خوباں دل من محذور است در دہ در دچہ کند کراپے در ماں نہ رود ہر کہ خواہد کہ چو حافظ نشود سرگرداں دل بخوباں نہ دہد در پئے امیناں نہ رود	
سنگ را بیل تواند برہ دریا برد	دل شکیں ترا شک من آورد براہ
رقم مہر تو بر چہرہ ما پیرا بود	یاد آوند نہایت نظرے با ما بود

یاد باد آنکه چو چشمت بعبانم می کشت	مبخر عیسویت در لب شکر خا بود
یاد باد آنکه سر کوسه تو ام منسرل بود راست چوں سو من گل از اثر صحبت پاک دل چو از پیر خرد نقد معانی می جست آه ازین جور و نظلم که درین دایگه است در دلم بود که بے دوست نباشم هرگز نسب بگشتم که به پرسم سبب در و فراق	دیدم راز روشنی از خاک درت حاصل بود بر زباں بود مرا آنچه تر از درد دل بود عشق می گفت بشرح آنکه بر مشکل بود واسه زان عیش و تنعم که در آن منسرل بود چه توان کرد که سعه من دل باطل بود مفتی عقل درین مسله لا یعقل بود
حافظ اسرار آلی کس نمیداند خموش	از که می پرسی که دور روزگار را رنجه
از سرستی دگر باشا هر عهد شباب ای مبر مرده فرما که دو ششم آفتاب	رجعت می خواستم اما طلاق افتاده بود در شکر خواب صبحی بهم وفاق افتاده بود
هر کس که بدید چشم او گفت خرم دل آنکه بهیچ حافظ	کو محبتی که مست گیرد جای زنی است گیرد

	۱	
خدا را زین نعمت سپرده بردار بزر و زریس نیست این کار		سخن سر بسته گفتی با حریفان سکندر را نمی بخشند آبے
	حافظ تو تا بگئی غم مالی جهان خدای بسیار غم مخور که جهان نیست پادار بادا هزار دشمن اگر یار با من است دانم مصافحت را و نترسم ز کارزار گر سر و پیش قدمی تیر میکشد مرغ عقل طویل را بنود میبج اعتبار	
و اگر ایشان نستانند روانی بمن یا دیوان قضا خطا ما سنے بمن		منکران راهم ازین می دوسه بخشای ساقیا عشرت امروز بفردا منگن
	دلا چندم بریزی خورند دیند به شرم دار آخر تو هم ای دیه خوابی کنی مرادے دل بر آرا آخر	

مراد دنیا و عقی بن بخشید روزی بخش
 بگو شتم قول چنگ اول بستم زلف یا آخر
 دلا در ملک شیخیزی گرازا ندوه گنگیزی
 دم صحت بشمار تنها بیا رد زان نگار آخر
 بنه چوں ماه زانوزد می چوں لعل پیش آورد
 تو گوئی تا بهم حافظ ز ساقی شرم دار آخر

گلبنامک زد که چشم بد از رو گل بدور
 با بلبلان بیدل و ششید امکن غرور
 مارا شراب خانه قصوراست دیار غرور
 تا نیست غیبت ندهد لذت حضور
 مارا غم نگار بود مایه سرور
 گوید تر که باده مخور گوهر الغفور

دیگر ز شاخ سرو سہی بلبل صبور
 اے گل بشکر آں که شگفتی بکام دل
 زاهد اگر بخور و قصوراست امیدوار
 از دست غیبت تو شکایت نمی کنم
 گرد بگزار بجیش و طلب خرم اندوشت
 مے خور ببا ننگ و چنگ و مخور غصه و رگسے

بر برگشته خود آے وز خاکش برگیر
 ورنه در گوشه نشین دلی ریادر برگیر
 بخت گور وے کن و وے زمین لشکر گیر

بر لب تشنه من بین و مدار آب درین
 در سماع آے وز سر خرقه بر انداز برقص
 دوست گودوست شود و هر جهان دشمن

سیم در با زور و سیم برے در بر گیر کہ میں مجلس و ترکِ سرِ منبر گیر	صوف برکش ز سرو بادہ صافی در کش حافظ آراستہ کن بزم و بگو واعظ را
خرمن سوخکاں را ہمہ گو بادبر مزد اگر می طلبی طاعتِ استاد بر یارب از خاطرش اندیشہ بیداد بر	روئے بنما و جو دو دم از یاد بر سعی ناکردہ دیں راہ بجائے نرسی دوش می گفت ہر گاہ درازت بگشتم
اگر خطا هست گد صواب بہار	یا صواب است یا خطا غور دن
فَاتِ الرَّسْجِ وَالْخُسْرَانِ فِي التَّجَرُّ	دفا خواہی جفاکش باش حافظ
مراد ماہمہ موقوف یک کرشمہ است زدوستانِ قیام بقدر در بیخ مدار حریفِ بزم تو بودم چو ماہ نو بودی کنونکہ ماہِ تمامی نظر در بیخ مدار	
کارے نکرد ہمت پا کانِ روزگار	دل برگرفتہ بودم از ایامِ گل دے

از سہ کنند روزہ کشا طایان یار تبیخ شیخ و خرقہ رند شراب غار	گرفت شد سحر چہ نقض صبح ہست ترسم کہ روزِ حشر غناں بر غناں رود
نشہ دہم مرا با وصل و با ہجران چہ کار ابن دل شوریدہ را با ایچ ذآں چہ کار باہشت و دورخ و باحو و با غلام چہ کار	عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار قبلہ و محراب من ابروئے دلداز نیست چونکہ اندر ہر دو عالم باری باید مرا
بجز از خدمتِ رندان نیکم کار دیگر تا برم گوہر خود را بخسریار دیگر ہر زماں باد و منہ بر سر بازار دیگر حاش شد کہ روم من ز سپہ یار دیگر غرق گشتند دیں باد یہ بسیار دیگر	گر بود عمر بہ مے خانہ روم بار دیگر معرفت نیست دیں قوم خدا یاد دی رازِ سر بسنہ ما ہیں کہ بدستِ نال نغند یار اگر رفت و حقِ صحبتِ دیرینِ نشاخت باز گویم نہ دیں واقفہ حافظِ تنہا است
ہر آنچہ نا صبح مشفق بگویدت پذیر اگر موافق نہ بیر من شود تقدیر گر اندکے نہ بوفیقِ رضا است خوردہ گیر دلے کر شتم سانی نمی کند تقصیر	نصیحتی گفتمت بشنود بہانہ بگیر بر آں سرم کہ نوشتم مے و گنہ نیکم چو قسمت از لی بے حضورِ ماکردند بغرم توبہ نہادم قدح ز کف صد بار

مے دو سالہ و محبوب چار دہ سالہ حدیثِ نو بہ دریں بزمِ گلو و اعظ چہ جلے گفتہ آخا جو شعر سلمان است	ہیں بس است مرا صحبتِ صغیر و کبیر کہ ساقیانِ کماں ابروت ز نندہ تیر کہ شعرِ حافظِ شیراز بہ ز شعرِ ظہیر
یوسف گمشدہ باز آید بہ کنعاں غم مخور دور گردوں گرد روزے بر مرادِ گشت ہاں مشو ز میدانِ واقف نہ از سرِ غیب اسے دل ابریل فنا بنیادِ ہستی بر کند گرچہ منزل بس خطرناک است مفضل پدید	کلبہ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور دایا بکساں نہاند کارِ دوراں غم مخور باشد اندر پردہ باز یہاں پناہ غم مخور چون نزارِ نوح است کشتیاں طوفانِ غم مخور یا بیچ رہے نیست کو نیست پایاں غم مخور
نہ	نہ
صوفی ماکہ تو بہ زست کردہ بود دوش چوں بادہ مست بر سر خم رفت کفِ زناں	بشکست عمد چوں درِ میخانہ دید باز حافظ کہ دوش ادب ساغر شنید از
براہ سیکدہ عشاق راست دژم تاز پہنچ در نزد مہجد ازین ز حضرت دست تنم ز ہجر تو چشم از جہاں فرومی دخت	ہماں نیاز کہ جلیج را براہِ حجاز چو کعبہ یافتیم زبت پرستی باز امیدِ دوستِ وصل تو دادا جانم باز

دے بحالِ غریب دیا بر خد ہمداز بشرط آنکہ ز کارم نظر نگیری باز کہ بیش و نوش بہم باشد و نشیب و فراز نودست کوتہ من بین و آستین دراز	منم غریب دیا رو توئی غیب نواز بہر کند کہ خواہی بگیر و باز مہمند ولا مثال ز شامے کہ صبح در پے دوست خیالِ قد بلند تو می کند دلِ من
چہ شکر گویمت اے کار ساز بندہ نواز کہ مردِ راہ نیندیشد از نشیب و فراز من آں نیم کہ ازین عشق بازی آیم باز	منم کہ دیدہ بدیدارِ دوست کردم باز ز شکلاتِ طریقت عناں منابِ اَدل اگر چہ حسنِ نواز عشقِ غیر مستغنی است
ترا بکام خود و با تو خویش را دمساز گرت چو شمع جفاے رسد بسوز و بسا	ہزار شک کہ دیدم بکام خویشیت باز بہیں سپاس کہ مجلسِ میثور است بدست
غریو و دلولہ در جانِ شیخ و شاب انداز کہ گفتہ اند کمونی کن و در آب انداز	بیا و کشتی ما در شرطِ شراب انداز حرا بخشیتی بادہ در افکن اے ساقی
تر حکمت بما کہ گوید باز	ہر فلاطونِ خم نشینِ شراب

خیز و در کاسه زلاب طربتاک انداز
 پیش از آنکه شود کاسه سر خاک انداز
 عاقبت منزل مادی خاموشان سست
 حالیا غلغله در گنبد افلاک انداز
 دل مار که ز مارِ سر زلف تو بخت
 از لب خود بشفا خانه تریاک انداز
 غسل در اشک ز دم کابل طریقت گویند
 پاک شو اول و پس دیده بر آں پاک انداز
 یارب آں زاهد خود ہیں کہ بجز عیب ندید
 دود آہیش در آئینہ ادراک انداز
 چشم آلودہ نظر از رخ جانان دور است
 بر رخ او نظر از آئینہ پاک انداز

ہزار جامہ تقویٰ و خرقہ پیرہین
 کہ جز ولایت تو ام نیست هیچ دستاویز
 کہ در مقام رضا باشی و از قضا مگریز
 بے ز دل بر مہول روز رستاخیز

فراتے پیرہن چاک ماہرویاں باد
 فقیر و خستہ بدرگاہت آدم رحمت
 بیا کہ حافظِ مے خانہ دوش با من گفت
 پیالہ در کفتم بند تا سحر کہ حشر

تو خود حجاب خودی حافظ از میان خبر	میان عاشق و معشوق هیچ حالت نیست
کہ مراد بین آں ماہ تمام است امروز ہیں کہ در کنج خرابات مقام است امروز کار او چوں ز بہاراں بنظام است امروز کانکہ باشاہد و مے نیست کدہم است امروز	گو عروسِ فلکی رخ نما از مشرق زاہدے را کہ نبودے چو صوامع جائے صبیہ بلبل مست از چہ سبب می نالد محاسب بہنوختہ گویند مدہ زنداں را
	س
بیگانہ گرد و قصہٴ بیج آشنا می پرس اسے دل بدر دُخ کن نامِ دوامی پرس از ما بحر حکایتِ سرو و فامی پرس	جاناں تر کہ گفت کہ احوالِ ما می پرس دردِ قہرِ طیبِ خرد بابِ عشقِ نیست ما قصہٴ سگند رو دارا نخواندہ ایم
	بہر یک جرعه کہ از ارکش در پے نیست ز حنّے بیکشم از مردمِ ناداں کہ می پرس گوشتہ گیری و سلامت ہو سم بود و لے فتنہ می کند آں زنگس فتاں کہ می پرس

زاہد از ما بسلا مت بگذر کاں مے لعل
دل و دیں می برد از دست بد آنساں کہ میریں
گفتش زلفت بچین کہ کشا دی گفتا
حافظ ایں قصہ دراز است بقراں کہ میریں

سخنمانے شنیدہ ام کہ میریں
بمقامے رسیدہ ام کہ میریں

من بگوش خود از دہانش دوش
ہیچو حافظ غریب در رہ عشق

ہر دو عالم را بدشن دہ کہ مارا دہشت
تا ترا دیدم نکردم جز بیدارت ہو

در ضمیر ما بخی گنجہ بغیر از دوست کس
خاطر موقتے ہو س کردے کہ بینم چیز با

نسیم روضہ شیراز پیک راہت بس
کہ سیر معنوی و کنج خانقاہت بس
کہ ایں قدر ز جہاں کسب پاچاہت بس
کہ شیشہ مے صاف و شگفتا ہت بس
تواہل دانش و فضل ہیں گناہت بس
حریم درگہ پیر میاں پناہت بس

دلار فین سفر بخت نیکنو اہت بس
دگر ز منزل جاناں سفر کن دوش
بصد مصطفیٰ نبشتین و ساغرے نوش
زیادتی مطلب کار پر خود آساں کن
فلک مردم ناداں دہد ز نام مراد
و گر کہیں بکشاید غے ز کشور دل

رضائے ایزد انعام پادشاہت بس دعائے نیم شب وورد صبح گاہت بس	بمنت دگراں خوگن کہ درد جہاں ہیج ورد دگر نیست حاجت کا حفظ
زین چمن سایہ آں سرد روان بس از گرانان جہاں رطل گراں مارا بس ماکہ زندیم و گدا دیرمخاں مارا بس کایں اشارت ز جہاں گزراں مارا بس گر شمار نہ بس این سود و زیان مارا بس دولت صحبت آں مونس جاں مارا بس کہ سیر کوئے نواز کون و مکاں مارا بس طبع چوں آب و غزلمائے روان مارا بس	گلخدا پر ز گلستان جہاں مارا بس من و ہم صحبتی اہل ریاد و رم باد قصر فردوس پیدا سن عمل می بخشید بنشین بر لب جوئے و گذر عمر ببین نقد باز ارجاں بنگر و آزار جہاں یار با ما ست چه حاجت کہ زیادت ظہیم از دیویش خدا را ہ ہستم مفرست حافظ از مشرب خست گل بے لہائی است
ش	
طریق خدمت و آئین بندگی کرد خدا کے را کہ رہا کن بیا و سلطان ہش تو شمع بجلی یک زباں و یک دل شو مجال کو شش پروانہ ہیں و خداں ہش	ۛ

نخوش حافظ و از جورِ یار ناله مکن
ترا که گفت که بر رویِ خوب حیران باش

آنرا که دوستی علی نیست کافراست
اگر زاهد زمانه و گوشتیخ راه باش

در خرقه چو آتش زدی اے عارف سالک
بهدی کن و سر حلقه زندانِ جهاں باش

باغبان گریز و زری صحبت گل بایدش
بر خفایه خارِ بهراں صبرِ بلبل بایدش
ایدل اندر بند زلفش از پریشانی منال
مرغِ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش
زند عالم سوز را با مصاحبتِ پنی چه کار
کار ملک است آنکه تدبیر و تامل بایدش
تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافربست
را هر و گریه بند دارد توکل بایدش

ساقیا در گردش ساغر تعلل تا بچند
دورِ چوں ما عاشقانِ قد تسلسل بایش
کیست حافظِ تانوشِ یادہ بے آوازِ چنگ
عاشقِ مسکین چہرا چندیں بجل بایش

بکر دگار رہا کردہ یہ مصباحِ خویش
اگر ز سترِ قناعت خبر شود درویش
در آفرینش از انواع نوشدار و نیش
زہے طریقت و ملت زہے شرعیتِ کیش

بجد و جہدِ چو کارے غنی رود از پیش
بہ پادشاہی عالم فرو نیاید سر
بنوش بادہ کہ قسامِ صنعِ قیمت کرد
ریا حلال شمارند و جامِ بادہ حرام

بوئے گلِ نفسِ ہمدمِ صبا می باش
سہ ماہ مے خور و نہ ماہِ پارِ سامی باش
بنوش و منتظرِ رحمتِ خدا می باش

بدو ر لالہ فتح گیر و بے ریامی باش
نگو محبت کہ ہمہ سال مے پرستی کن
چو پیرِ سالکِ عشقت بے حوالہ کند

بنایتِ نظر سے کن کہ منِ دلستندہ راہ
نرود بے مددِ لطفِ تو کارے از پیش

پس زانو نشین و غم بیہودہ مخور
 کہ ز غم خوردن تو رزق نگر دکم ویش
 چونکہ این کوشش بیفائدہ سودے مذہب
 پس مبارز دل خود ز غم اے دور اندیش
 پر سش حال دل سوخته کن بہر خدا
 نیست از شاہ عجب گرنواز درویش

بسے شدیم و نشد عشق را کرا نہ پدید
 تبارک اللہ ازیں رہ کہ نیست پایش

مرا گوئے کہ خاموش باش و دم در کش
 کہ در چمن نتواں یافت مرغ را خاموش
 نعیم روضہ جنت ہذا و فی آل نرسد
 کہ یار نوش کند بادہ و نوگوئی نوش

خداوند انگہ از زوالش
 بخواد از مردم صاحب کاش

خوشا شیراز و وضع بے مثلش
 بہ شیرازے و فیض روح قدسی

که شیریناں ندادند انفعالش که دارم عشرتے خوش باخیالش نکردی شکریا ام وصالش	که نام قندِ مصری برد آبخ مکن بیدار ازین خوابم خدا را چرا حافظ چومی ترسیدی از حجر
	عشق است و مفلسی و جوانی و نو بهار عذر مپدیر و جرم بذیل کرم پیوش دلش بند از غیب بگوشش دلم رسید حافظ تو غصه کم خور و بنشین و مے بنوش
که دور شاه شجاع است دلیر بنوش هزار گونه سخن درد بان و لب خاموش	سحر ز لطف غیم رسید مرده بگوش شد آنکه ابل نظر بر کناره می رفتند
ق	
که از نهفتن او دیک سینه میرد جوش اما می شمر که سجاده میکشد بدوش گدائے گوشه نشینی تو حافظا محرومش	ببانگ جنگ بگویم آل حکایتها ز کوسے میکده دوشش بوش می دند رموز مصلحت خویش خسروان اند
	شراب تلخ میخوام که مرد افکن بود زورش که تا یکدم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش

کمند صید بهرامی بیگلن جام جم بردار
 که من پیو دم این صحرانه بهرام است و گورش
 نظر کردن بدر ویشان منافی بزرگی نیست
 سلیمان باچنا حشمت نظر با بود با مورش
 بیانا در صافیت راز دهر نسیایم
 بشرط آنکه نمانی بکج طبعان و دل کورش

وین زهر خشک ربی خوشگویش
 زین بحر قطره بمن خاکسار بخش

صوفی گلچین در مرغ بخار بخش
 اے آنکه ره مبشر ب مقصود برده

گل در اندیشه که چو عشوه کند در کارش
 خواجه آنست که باشد غم خدمتگارش
 هر کجا هست خدایا بسلا مت دارش
 بدو جام دگر آشفته شود دستارش
 ناز پرورد وصال است مجازارش

فکر بلبل همه آنست که گل شد بارش
 دلربایی همه آنست که عاشق بکشد
 آن سفر کرده که صفا فله دل همه دوست
 صوفی از سرخوش این نیست که کج کرد کاه
 دل حاقط که بیدار تو خور کرده بود

کنایه آب و پلے مید و طبع شرویا رے خوش
 معاندر لب شیرین و ساقی گلند از غوش

لب مجسمه شیرینش داد خوشدلی بستن
 که تنهایی دل افروز است طرف عالمه آگوش
 چیتے در کارشتم است سانی را بنام ایزد
 که مستی میکند با عقل می آرد خمارے خوش
 ہر آن کس را کہ بر خاطر عشق دہرے ہارست
 سپندے گو بر آتش نہ کہ داری کار و ہار خوش
 بغضات عمر شد حافظ بیابا بسے خانہ
 کہ شگولانِ سرسنت بیاموزند کارے خوش

خواہی کہ سخت و سست جہاں بر تو نگذرد
 بگذر ز عہد سست و پنہائے سخت خوش

جمع خوبی و لطف است غدار چو ہمش
 لیکنش مہر وفا نیست - خدایا ہر ہمش
 دہرم شاہد و طفل است بازی روزے
 بجشد زارم و در شرع نباشد گنہش

	جاں بشکرانہ کنم صرف گراں دانہ دُر صدف دیدہ حافظ شود آرام گیش	
چو حافظ خاک کرد آب گل خویش	که از جلالی آخر در ره ما	یار
گفت بخت بند گشته می نبوش نکته سر بسته چه گوئی نموش هر قدر ایدل که ترانی بکوشش	بالقے از گوشه می خانه دوش عفو خدا بیشتر از جرم ماست گرچه وصالش نه بکوشش دهند	
	همره اوست دلم باد بهر جا که رود همت اہل کرم بدرقه جان و نفس	
	در ره عشق که از سیل فنا نیست گزار میکنم خاطر خود را به تمنای تو خوش در بیان فنا گرچه زهر سو خطر است میرود حافظ بیدل بتولای تو خوش	

در بساط نکتہ دانان خود فروشی شرط نیست
یا سخن دانسته گویاے مرد بخرد یا خموش

ص

ز انکه الْقَاصُّ لَا يَجِبُ الْقَاصُّ
بِئِنَّ بِالْإِنِّ وَالْجُرُوحِ قِصَا ص

از قیبت دلم نیافت خلا ص
محتسب بتم شکست من میراد

ط

که کرد جلده کوی بجای ما حافظ
که با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ
بدامنش نرسد دست هر گدا حافظ

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ
بیا که نوبت صلح است و دوستی و صفا
تو از کجا و امید وصال او ز کجا

ع

ببین که رقص کنایا میرود بنا به جنگ
کسی که اذن نمی دادے استماع سماع

وضع دوراں بنگر ساغر عشرت بر گیر
که بهر حال ہیں است یهین او ضلع

و

طالع اگر ہو کند دانش آ ورم بہ کف
 اگر بخت زہے طرب در بخت زہے شرف
 طرف کرم ز کس نہ بست این دل پر امید من
 گر چہ صبا ہی بر د فصد من بہر طرف
 چند بنا ز پرورم مہربان سنگدل
 یاد پدر نمی کنند این پسران نا خلف
 بیخبر نہ ز اہل - نقش بخاں ولا ثقل
 مست رہا بست تختب - بادہ نبوش ولا تحف
 صوفی شہر ہیں کہ چوں - نغمہ شب می خورد
 یال دوش دراز باد - این جوان خوش علف
 من بکدام دل خوشی مے خورم و طرب کنم
 کمز پس و پیش خاطر م - لشکر غم کشیدہ صفت
 حافظ اگر قدم نہی در رو خاندان عشق
 بدرقہ رہت شود ہمت شکنہ نجف

ق

زبانِ خامہ ندارد و سرِ بیانِ فراق	و اگر نہ شرح دہم باتو داستانِ فراق
-----------------------------------	------------------------------------

کجا روم چہ کنم حالِ دلِ کرا گویم	کہ داد من بستاند و ہر جزئی فراق
----------------------------------	---------------------------------

مقامِ امن و مے بیفش و رفیقِ شفیق
گرت مدام میسر شود زہے تو رفیق
جہان و کارِ جہاں جملہ تیج و ہتیج است
ہزار بار من این نکتہ کردہ ام تحقیق
بلے من رو و فرصت شمر غنیمتِ وقت
کہ در کمینکہ عمر نہ قاطعانِ طریق
بیا کہ تو بہ زلزلِ نگار و خندہ جام
تصور نیست کہ عقلش غنی کس تصدیق

ک

اگر شرابِ غوری جرعه فشاں بر خاک	ازاں گناہ کہ نفیہ رسد بغیر چہ پاک
---------------------------------	-----------------------------------

در دوستی حافظ اگر نیست یقین	زر خالص است و پاک منیدار و از محک
هزار دشمنم ارمی کند قصدِ ہلاک اگر تو زخم زنی بہ کہ دیگرے مرہم ترا چنانکہ تویی ہر نظر کجا بیند	گرم تود دوستی از دشمنان ندایم پاک و اگر تو زہر دہی بہ کہ دیگرے تراک بقدر بنیش خود ہر کسے کند اراک
ل	
اگر بگوئے تو باشد مرا مجال وصول چہ جرم کردہ ام ایجان دل بھضرت تو کجا روم چہ کنم حال دل کرا گویم ہر دے عشق بساز و خموش شو حافظ	رسد ز دولت وصل تو کار من بھصول کہ طاعت من بیدل نمی شود مقبول کہ گشتہ ام ز غم و جور و زکار ملول رموز عشق مکن فاش پیش اہل عقول
وصف لب اہل توجہ گویم بر قیباں دل بردی و جان می دہمت چو غری حافظ چو تو پا در حرم عشق نہادی	نیکو نہ بود معنی نازک بر جاہل چون نیک حرفیم چہ حاجت بہ محصل در دامن او دست زن و از ہمہ گسل
پائے مالک است و منزل بس دراز	دستِ ماکوتاہ و خرما بر نخل

که کس مباد ز زرد از نا صواب چل ز نظم حافظ و این طبع همچو آب فحل	چند گل شدم از تو به مشرباب حل حجاب نعمت از آن سبب خضر گشت
آه ازین کبریا و جاه و جلال ناله عاشقان خوش است بنال	مگر کس با سوسه کس نمی گردد حافظ عاشق و صابری تا چند
یا بنا کن خانه در غور دپیس	یا کن یا پنبه نان دوستی
هر کس شنید گفتا شد در قائل جانم بسوخت آخورد کس با این فضائل از شافعی پیر پید امثال این مسائل چند آنکه از جوانب این سخن وسائل آیا بود که بنیم در گردنت حائل	بر نکته گفتیم در وصف آن شائل تخصیص عشق و رندی آسان نمودل حلج بر سر دار این نکته خوش سراپا وردا که بر در خود بارم نه داد و بهر او دست دست حافظ تو یزد چشم زخم است
بر دامن او دست زن از همه بگسل	حافظ تو بر و بندگی پیر منال کن
توان گزشت ز جور رقیب در بهال	چو یابر مرصع است عذری بخود

تا بشکینم توبه دگر در میان گل	ساقی بیار بادہ کہ آمد زمان گل
م	م
خاک می بوسم و غدرِ ریش می خواهم چاکر معتقد و بندہ دولت خواهم حالیا دیر مغالست دولت کا ہم تا بہ بینی کہ در اس حلقہ چه صفا دیا ہم	آنکہ پا مال جفا کرد چو خاک را ہم من نہ آنم کہ بجو راز تو بنالما حاشا صوفی صومعه عالم قدسم لیکن با من راه نشین خیز و سوی میکده آئی
ق کہ من دلشده این نہ بخود می پویم انچه اسناد ازل گفت بلومی گویم کہ ازاں دست کہ می پروردم می رویم گو برے دارم و حسب نظرے می جویم کمکم عیب کز وزنگ ریا می شویم	بارہا گفتہ ام دبارِ دگر می گویم در پس آئینہ طوطی صفتم داشتند اند من اگر خارم اگر گل چمن آری بہت دوستان عیب من میدان چیز مکنید گرچه بادلق منجھے گلگون عیب است
مشتاقِ بندگی و دعا گوئے دولتم کایں بود سر نوشت ز دیوان فطرتم در شوق دیدن تو ہوا خواہ غریتم	باز آئے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم عیشم کن برندی و بدنامی سے فقیتم من کز وطن سفر نہ گزیدم بعبور غیش

دکان معرفت بدو چہر بہا کینم ہنر ز طاعت کس کہ بہر وے وریا کینم مکن بود کہ عفو کند گر خطا کینم	بر غیر تا طریق تکلف رہا کینم ہفتاد و نکت از نظر خلق در نہاں آں کو بغیر سابقہ چندین نواحت کرد
ان العہود عند ملوک النہی ذم پیش آرجام و بیج مخور غم زبیش و کم باد و ستان لعلش و طرب گیر جام جم کا لہر فی الحدیفۃ و البیث فی اللاحم	بیجاں شکن ہر آئینہ گرد و شکستہ دل ساتی بیا کہ دور گل است و زمان عشق چوں خون خصم ہچ صراحی بر سختی حافظ بکنج میکدہ دارد قرار گاہ
بہار تو بہ شکن میرسد چہ چارہ کنم کہ مے خورند حریفان و من نظارہ کنم گر از میانہ بزم طرب کنارہ کنم ز بے طہارتی آنرا بے غرابہ کنم ہماں بہ است کہ میخانہ را اجارہ کنم کہ ناز بر فلک و حکم پرستارہ کنم جواں شوم ز سرور زندگی دوبارہ کنم مرا چہ سود کہ منع مشربا بخارہ کنم	بغرم تو بہ سحر گفتم استخارہ کنم سخن درست بگویم مئی تو انم و ید بدور لالہ دماغ مرا علاج کنید اگر شبے بزبانم حدیث تو بہ رود مرا کہ نیست رہ و رسم لقمہ پرہیزی گدائے میکدہ ام لیک و قنوت مستی میں اگر ز لعل لب یار پوسہ یا بم نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقہیہ

بہانگ بر لب و نے رادش آشکارہ کنم	ز بادہ غوردن و پنہاں بلول شد حافظ
دگر بگو کہ ز عشقت چہ طرف برستم سخن بجا ک نیکن چرا کہ من ستم	بغیر از آنکہ بشد دین و دانش از دستم اگر مردم ہشیار سی اے نصیحت گو
کز ہر جرعہ ہمہ محتاج این دریم شرط آں بود کہ جز رہ این شیوہ نسیریم با خاک کوئے دوست بفردوس نگریم با خاک آستانہ این در بسر بریم	بگذر از تاہ شارع سے خانہ بگذریم روز نخست چوں دم رندی زدیم عشق واعظ مکن نصیحت شوریدگاں کہ ما حافظ چورہ بنگرہ کلخ وصل نیست
و گر نیرم زندہ مند تا پند بریم کہ پیش دست و بازویت میرم کہ در دست شب ہجرال اسیرم بسبب بوستان وجوئے شہریم رسد تا سدرہ آواز صغیرم بیک جرعہ جو اغم کن کہ میرم کہ گر آتش شوم دروئے نگیرم	بتیغم گر زندہ دستش نگیرم کماں ابروئے مارا گو مزین تیر برائے آفتاب صبح امید چو طفلان واعظا کے فریبی من آں مرغم کہ ہر شام و سحر گاہ بفریادم رس اے پیر خرابات بسوز این خرقہ تقویٰ چو حافظ

صبح انجیر زد بلبل کجائی ساقیا بر خیز
 که غوغائی کند در سرخمار خمر دو شبنم
 رموز عشق و سرمستی ز من بشنود از اعط
 که با جام و قبح هر شب قرین ماه و پروینم
 حدیث آرزو و سندی که در این نامه ثبت افتاد
 همان طلب غلط با شد که حافظ داد تلقینم

بیاتاکل بر افشانیم می در ساغر اندازیم
 فلک را منقش بشکافیم و طرح نو در اندازیم
 اگر غم شکر انگیزد که خون عاشقان بریزد
 من و ساقی بهم سازیم و بنیادش بر اندازیم
 چو در دست رو و خوش بزن مطرب سر و خوش
 که دست افشان غزل خوانیم بگل و باں سر اندازیم
 کی از عقل می لافد و گریهات می باسد
 بیا کس داور بیا را به پیش داور اندازیم
 بهشت عدن اگر خواهی بیا یا ما بهیمان
 که از پائے نعمت کیسیر محو کن کوثر اندازیم

سرخدانی نفوس خوانی غنی ورزند در شیراز
بیا حافظ که ما خود را بکتاب دیگر اندازیم

بروای زاهد و برورد کشاں خورده بگیر
کار فرمائی قدر می کنند این من چه کنم
حافظا خلد برین خانه مورد وثق من است
اندیس منزل ویرانه تشبیهن چه کنم

دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

تا سایه مبارکت افتاد بر سرم

مرا می بینی و در دم زیادت می کنی در دم
ترا می بینم و شوقم زیادت می شود در دم
به سامانم نمی پرسی نمی دانم چه سرداری
بدرمانم نمی کوشی نمی دانی مگر در دم

چو آنه خاک کف پائے یار خود باشم
بشهر خود روم و شهر یار خود باشم

چو آنه در پے عزیم دیار خود باشم
غم غریبی و غربت چو هرمنی تا بم

کہ روزِ واقعہ پیشِ نگارِ خود ہاشم	چو کارِ عمر نہ پیدا است بارِ اسِ ادلی
کا بودہ گشتِ خرقہ و لے پاکِ دامنم	در حق من بدر کشتیِ ظنِ بد بسر
من لافِ عقلِ مینرِ نمِ این کارِ کے کنم یک چند نیز خدمتِ مشوقِ دے کنم با فیضِ لطفتِ اوصدا زین نامہ طے کنم باندیِ بگو کہ چرا ترکِ دے کنم روزِے بخش بہ بنیم و تسلیم دے کنم	حاشا کہ من بموسمِ گلِ ترکِ دے کنم از قال و قیلِ مدرسہِ حالی دلم گرفت از نامہِ سیباہِ تترسم کہ روزِ حشر خاکِ مرا چو در ازلِ ازے شستہ اند ایں جانِ عاریت کہ بہ حافظِ پیرِ دوت
	حالیٰ مصاحبتِ وقتِ دریاں می بینم کہ کشم رختِ میخانہ و غوشِ بنشینم جامِ دے گیرم و از اہلِ ریا دور شوم یعنی از اہلِ بہاںِ پاکِ دے بگزینم من اگر زندِ خراباتم و گر حافظِ شہ ایں متاعم کہ تو می بینی و کمتر نہ بینم

حجاب چهره جاں می شود غبار تنم
 خوشاد می که از این چهره پرده برفکنم
 چنین نقش نه سرای من خوش الحان است
 روم بگلشن رضواں که مرغ آں چمنم
 عیاں نشد که چرا آدم کجا بودم
 در بلخ و در ده غافل ز کار غویشتم
 چگونہ طوف کنم در نصای عالم قدس
 چو در سراچه ترکیب تخته بند تنم
 مرا که منظر حور است مسکن و مادی
 چرا بکوئے خراباتیاں بود و طمس
 بیاد هستی حافظ ز پیش او بردار
 که باد بود تو کس نشود زمین که منم

نذر کردم که گرای غم بسر آید روزی
 تا در میکده شاداں و غزلخواں بروم

ہو اے سلطنت بود خدمت تو گزیدم

امید خواجگیم بود بندگی تو کردم

خیز تا از درِ خانه کشادے طلبیم
زاد راہِ حرم دوست نداریم مگر
چوں عمت را نتوان یافت مگر در دل نشا
بر درِ مدرسه تا چند نشینی حافظ

بر درِ دوست نشینم و مرادے طلبیم
بگدائی ز درِ میکده زادے طلبیم
ما با امید عمت خاطر شادے طلبیم
خیز تا از درِ خانه کشادے طلبیم

خیز تا خرقہ صوفی بخر ابات بریم
تا ہمہ خلوتیاں جامِ صبوحی گیسزد
در بند درہ ما خا بر ملامت ز اہد
قدر و وقت در شناسد دل و کارے کند
سوئے زندان قلندر برہ آورد سفر
فتنہ می بار د ازین طاقِ مقررش بر خیز
حافظ آبِ سُرخ خود بر درِ ہر سفد مریز

زرق و طامات بہا زار خرافات بریم
چنگِ صبحی بدرِ پیر خرافات بریم
از گلستانش بزند ان مکافات بریم
بس خجالتش کہ ازین حاصل اوقات بریم
دلنِ پشیمینہ و سجادہ بطامات بریم
تا بمیخانہ پیناہ از ہمہ آفات بریم
حاجت آں بہ کہ بر قاضی حاجتِ بریم

در خرافاتِ مخال گر گذراخت بازم
صحبتِ حورِ سخا ہم کو بود عینِ قصور
سر سوئے تو ورسینہ بماندے پنہاں
ہمچو چگم کنار آرد بدہ کارم دلم

حاصلِ خرقہ و سجادہ رواں در بازم
با خیال تو اگر بادگیرے پروازم
چشمِ تردا من اگر فاش نکردے رازم
یا چونے از لب خود یک نفسے بخوام

در خراباتِ مناس نورِ خدا می بینم
 وین عجب ہیں کہ چہ نورے ز کجای بینم
 کیست دردی کشِ این میکده یار کہ درش
 قبلہ حاجت و محرابِ دعا می بینم
 جلوہ بر من مفروشِ اے ملک اسحاج کہ تو
 خانہ می بینی و من خانہ خدا می بینم
 دوستانِ عیب نظر بازی حافظ ملکند
 کہ من اور از محبانِ خدا می بینم

گفتہ خواہد شد بدستان نیز ہم

داستان در پردہ می گوئی وے

آ پنجانم کہ بہ بیغی دندانِ باز م

گفتہ بودی کہ خبر دہ کہ بہ بحرِ چونی

حاشق و رندم و میخوارہ با و از بند
 این ہمہ منصب از اں شوخ پریش دارم
 حافط چوں غم و شادی جہاں در گذر است
 بہتر آنست کہ من خاطر خود خوش دارم

نیست در کس کرم و وقتِ طرب می گزرد
چاره آنست که سجاده بکشد بفر و ششیر

از ثباتِ خودم این نکته خوش آمد که بجور
بر سر کوئے تو از پائے طلب نفشتم

حافظا تکیه بر ایام چو سهواست و خطا
من چرا عشرت امروز بفر دامن گنم

دی شب بسیل اشک ره خواب میزد
چشم بروئے ساقی و گوشت بقول چبک
ساقی لبوت این غزل کاسه می گرفت
خوش بود وقت حافظ و قال مراد کام
نقش بیاد خط تو بر آب میزد
قائے بخشش و گوشت دریں باب میزد
میگفتم این سرود می ناب میزد
بر نام عمر و دولت احباب میزد

روز عید است و من امروز درین تدبیرم
که دهم حال من روزه و ساغر گیسوم
پند سیر اندهد و اعط شهم لیکن
من نه آنم که دگر پند رکنی بر پند یرم

	می کشیدم مے و سجادہ تقویٰ بردوش آه اگر خلق شوند آگ ازین تزیویرم خلق گویند که حافظ سخن پیرینوش ساخته میهم امروز به از صد پیرم	
	حاش شد که حساب روز حشرم باک نیست فال فردا میزنم امروز عشرت می کنم	
که از بالا بلندان شمرم که زور مردم آزاری ندارم چه باشد شکر گفت می گذارم	ز دست کوتاه خود زیر بارم من از بازو خود دارم بس شکر اگر گفتم دعای فرشتان	
تا ز بنیاد کن تا نه گنی بنیادم من ازاں روز که در بند توام آزادم	زلف بر باد مده تا ندی بر بادم حافظ از جو ر تو حاشا که بنالده رگم	
	نقش مستوری و مستی نه بدست من و نشست انچه است و ازل گفت بکن آن کردم	

که لطف آب حیات از پیاله ی جویم مریدِ مهبت در دی کُشانِ غُشِ خویم چنانکه پرورش می دهند می رویم خدا گوا هست بهر جا که هست با اویم که من نه معتقدِ مردِ عافیت جویم	سرم خوش است و بیابک بلندی گویم عبوس ز هد بوجه خمار تشیند مکن درین چنین سرزنش بخود روی تو خائف و خرابات در میانِ مبین نصیحت چه گنی ناصحا چو می دانی
مگرش بهم سر زلف تو زنجیر کنم دل و دین را همه در بارم و تو فر کنم من نه آنم که دگر گوش پرتزو بر کنم چونکه تقدیر چنین بود چه تدبیر کنم	دل دیوانه ازاں شد که پذیرد در ماں اگر بد آنم که وصال تو بدین دست دهم دور شو از برم اے واعظ و فسانه گوی نیست امکانِ خلاص از غمِ اَحاط
صوفی بیا که حسنه سالوس بر کشیم دین و دلق زرق را خطِ بطلانِ سبر کشیم نذر و فتوح صومعه در دجه می دهم دینِ ریاباب خرابات بر کشیم سرفضا که در تنق غیب منزوی است مستانه اش نقاب ز رخساره بر کشیم	

فردا اگر نہ روضہ رضواں بجا دہند
 غلماں ز غرغہ عور ز جنت بدر کشیم
 حافظ نہ حد تست چنین لا فہا زدن
 پا از گیم خویش چرا بیشتر کشیم

عاشق و رند و نظر باز موی گویم فاش
 تا بدانی کہ چندیں صفت آریست

مالک عافیت نہ بہ لشکر گرفته ایم
 طاق و روان مدرسہ قیل و قال فضل
 عمر گزشت و ما با امید اشارتے
 ناموس چند سالہ اجداد بیکنام
 ابدل عیش کوئل کہ ما نقد عقل و ہوش
 فرما اشارتے کہ دو چشم میداد
 ماتحت سلطنت نہ بہ باز و نہادہ ایم
 زینہا پخاک کوئے تو مار و نہادہ ایم
 چشمے برآں دو نرگس جادو نہادہ ایم
 در راہ جام و ساقی مہ رو نہادہ ایم
 در راہ یار سلسلہ گیسو نہادہ ایم
 پیوستہ برد و گوشہ ابرو نہادہ ایم

غم زمانہ کہ ہمیشہ کراں مہی بینم
 نشان مرد خدا عاشقی است با خود
 دواش جز مے پوچوں از غواں نمی بینم
 کہ در شاخ شہراں نشان نمی بینم
 چرا کہ طالع وقت آنچنان نمی بینم
 ز آفتاب قبح از تعلق عیش بگیر

بند و عشقم از هر دو جهان آزادم
 که درین دایمیه حادثه چوں افتادم
 آدم آورد درین دیر خراب آبادم
 بهوائے سرکسے تو برفت از یادم
 یارب از ما در گیتی بچه طالع زادم

فاش می گویم از گفته خود دشتادم
 طایر گشتن قدسم چه دهم شنج قزاق
 من ملک بودم و فردوس برین جایم بود
 سایه طوبی و دجونی عرو لب عوض
 مگر کوب بخت مرا هیچ منجم نه شناخت

فوتے پیر مغال دارم و قولیست قدیم
 که حرام است مے آں را که زیار است و ندیم
 چاک خواهم زدن این دلق ریائی چه کنم
 روح را صحبت ناهنس عذابے است ایتم
 فکر بهبود خود ایدل ز در د بگر کن
 درد عاشق نه شود به زدا و اسے حکم
 دولت معرفت اندوز که با خود به بری
 که نصیب دگران است لصاب ز رو سیم

نذر کردم که هم از راه بے خانه روم

مگر ازین منزل غربت بسوئے خانه روم

گرچه از آتش دل چوں خیمے دہوشتم حاشا شد که نیم معتقد طاعتِ خویش هست امیدم که علی الرغم عدد روز جزا پدرم روضه رضواں بد و گندم بفرجست خرقه پوشی من از غایت دینداری نیست	مهر برب زده خوں میخورم و خاموشتم اینقدر هست که گدگد می نوشتم فیض عفویش ننهد بارگنه بردوشتم ناخلف باشم اگر من بجای نفروشم پردہ بر سر صد عیب نماں می پوشتم
گرچه افتاد ز زلفش گرہی در کارم	پنچناں چشم کشاد از کرمش می دارم
وام حافظ بگو که باز دهنده	کرده اعتراف و ماگو مسیر
گر من از سر زلفش بدعیاں اندیشتم ز بهر رنداب نو آموخته را و بد نسبت من اگر ندیم دگر شیخ چه کارم با کس	شبهه مستی و زندگی نرود از پیشتم من که بدنام جهانم چه صلاح اندیشتم حافظ را بخود و عارف وقت خوشتم
با برآرم شبی دست و دعا بکنیم آنکه بچرم برنجید و به تیغ زد و رفت دل من پرده بشد حافظ خوش بجا بست	غم هجران ترا چاره رجائی بکنیم با شش آری خدا را که صفائی بکنیم تا بقول و غزلش ماز و نوائی بکنیم

ہمارا عشق و ہمیش جام بادہ ایم ماں شقایق ہم کہ با دلغ زادہ ایم گو بادہ صاف کن کہ بعد ز اینستادہ ایم	ما سرخشان مست دل از دست دادہ ایم اے گل تو دوش جام صبوحی کشیدہ بیر مغال ز تو بیہ ما گر لول شد
اوقات دعا در رہ جانانہ نہادیم از روئے صفا بر لب جانانہ نہادیم	ماورد سحر بر درے خانہ نہادیم آں بوسہ کہ ز اہد ز پیش داد بہادست
از بد حادثہ اینجا پیناہ آمدہ ایم	ما بریں در نہ پے حشت جاہ آمدہ ایم
خود غلط بود آنچه ما پنداشیم ما محصل بر کسے نگما شیم	ما زیاراں چشم باری داشتیم گفت خود دادی بادل حافظیم
عیب درویش و تو نگہ کم و بیش بد است کار یہ مصالحت آنست کہ مطلق نیکیم اگر بدے گفت حسودے در فقیہ رنجید گو تو خوش باش کہ ما گوشت بہر حق نیکیم	

حافظ ارخصم خطا گفت یگریم برو
در سخن گفت جدل با سخن حق نہ کنیم

مرا عہد لیسنتہ با جانان کہ تا جاں در بدن دارم
ہوا داری کوبش را چو جانِ خویش تن دارم
مرا در خانہٴ سمر لیسنت کا ندر سایہٴ قدش
فراق از سرو بیتانی و شمشاد چمن دارم
خدا را اسے رقیب امشب زلمنے دیرہ ہر دم
کہ من بالعل خاموشش نہانی یک سخن دارم
گرم صدر شکر از خواں بقصد دل کمیں سازند
بجدا شد و المنقہ بستے لشکر شکن دارم
الا اسے پیر فرزانہ کن عیلم بہ میخانہ
کہ من در ترک پیمانہ دل پیاں شکن دارم
بر بندہی شہرہ شد حافظ پس چندین درع تا
چہ غم دارم چو در عالم امین الدین جن دارم

ہر چہ آغاز نہ ارد نہ پذیرد انجام

ماجرائے من و مشوق مرا پایاں نیست

روا مدار کہ محروم از آستان برویم کہ ہر چہ رائے تو باشد جز این آن برویم	گدائے کوئے شائیم و حاجتے داریم گو کہ حافظ ازیں در بر و بر آخدا
ز کا تم دہ کہ مسکین و فقیر م کہ روز غم بجز ساغر نہ گیدم	نصابِ حق در حد کمال است قرارے کردہ ام بامیفر و شال
طاہر قدسم و از دام چہاں بر خیزم از سر خواجگی کون و مکاں بر خیزم بہ جفاے فلک و جور زماں بر خیزم	ثر دہ وصل تو کو کز سر جاں بر خیزم بولائے تو کہ گر بندہ خویشم خوانی تو پندار کہ از خاک سر کوئے تو من
صد بار تو بہ کردم و دیگر نمی کنم با خاک کوئی دوست برابر نمی کنم کردم اشارتے و مکرر نمی کنم گفتم گو کہ گوشش بہر خرمی نمی کنم مزدورم از محال تو باد و نمی کنم نازد کر شمع بر سر مہر نمی کنم	من ترک عشق بازی و ساغر نمی کنم بلخ بہشت و سایہ بلوئی و قصر و در یقین و در میں ہاں نظریک اشارتے شیخ بہ طغر گفت حرام است می محو پیرمناں حکایت معقولی کند ایں تقویم بس است کہ چوں اعلان شہر

گفتی ز سب بعد ازل نکته بگوئی	آنگه بگویمت که دو پیانه در کشم	
من که باشم که بر آں خاطر عطر گذرم دلبرانده نوازیت که آموخت بگو	لطفهای کنی ای خاکِ درت تلخ سرم که من این هن برقیان تو هرگز نه بوم	
من نه آن زدم که ترک شاهد و ساغر کنم من که دارم در گدای گنج سلطانی بستم من که امر و همیشت نقد حاصل می شود شیوه رندی نه لائق بود و ضمیر او می زهد و قسطل چه سود نیست حافظه بود	مختب داند که من این کار با کتر کنم کے طبع دگر دیش گردونِ دول پر و کنم و عدد فوای زاهد را چه سرا باور کنم چوں در افتادم چرا اندیشه دیگر کنم تا عوفی خواهم و اندیشه دیگر کنم	
شکر خدا که بر چه طلب کردم از خدا متمت حوالتم بخراباتی کند آں روز بر دم در معنی کشاده شد	بر منتهاے مطلب خود کام را شد هر چند این خیس شدم و آن چنان شدم کز ساکنان در گریه پیرمغال شدم	
	اگر برخیزد از دستم که با ولد از شینم ز جام دھلے نوشم از باغ حسن گل چینم	

مگر دیوانہ خواہم شد دریں سودا کہ شب ناز روز
 سخن باکماہ می گویم پری در خواب می بینم
 چو ہر خاکے کہ باد آورد و فینے بود و انعام
 ز حال بندہ یاد آورد کہ خدمتگار دیر نسیم
 نہ ہر کو نقش نعلی زد کلا مش دہیز بر آمد
 تدر و طرفہ می گیرم کہ چالاک ست شاہینم
 رموز عشق و سرمستی ز من بشنود از حافظ
 کہ با جام و قدح ہر شب حریف ماہ ہر بینم

ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرمی بینم
 مشکل این ست کہ ہر روز تبری بینم
 قوت دانا ہمہ از غول جگر می بینم
 طوقِ زریں ہمہ در گردنِ خرمی بینم

ایں چہ شورسیت کہ در دور قمری بینم
 ہر کسے روز ہی می طلبد از ایام
 انہماں را ہمہ شربتِ نگاہ و فتنہ است
 اسپ تازی شدہ مجروحِ نیرِ بالال

صلاح از ما چہ می جوئی کہ مستان رہا کنیم
 بد و زنگسنت سلامت را دعا گفتم

	در میخانه را بکشا که هیچ از خانقاه نکشود گر ت با در بود ورنه سخن این بود ما گفتیم	
	هر چند آن آرام دل دامن نه بخشد کام دل نقش خیال لعلی کشم فال دوائی می زخم	
	با آنکه از خود غایبم وزم چو حافظ تائیم در مجلس روحانیاں که گاه جلے میزند نم	
بر دوائے طیبم از سر که خیمه ز سرند ارم ز روت کنند زیور - بز روت نشاند دبر دگر مگو که خواهم که نه در گشت برانم	بندار یا کنم جاں که ز جاں خبر ند ارم من بینو اسے مضطر چه کنم که ز رند ارم نوبرین دمن برانم که دل از نوبر ند ارم	
	ن	
اے نوچشم من سخن هست با گوش کن پیران سخن به بحر گفتند گفتت بشیخ و خرقه لذت مستی بخشد بت	تا ما غرت پُر است نبوشان و نوش کن باں اے سپهر که پیر شوی بند گوش کن همت دیں علی البیتے فروش کن	

ساتی کہ جامت ازے صافی تھی مباد	چشم عنایتِ بہن دردِ نوشش کُن
	گوشہ گیراں انتظارِ جلوہ خوش می کنند بر شکنِ طرب کلاہ و برقع از رخِ برنگن
بادلشدگان جو رد جاتا کے آخر	آہنگ و فاتر کبِ جفا بہر خدا کن
چند آنکہ گفتیم - غم با طبیبان آں گل کہ ہر دم دردِ است عار است ما در دہنہاں با یار گفتیم یار با ماں دہ تا با زبید درجِ محبت بر مہر خود نیست اے منم آخرِ بر خانِ وصلت حافظ گشتے رسوائے گیتی	در ماں نکر و ند مسکین غریباں گو شرمِ بادت از عندِ لیباں تو اں نہفق درد از طبیبان چشمِ مہجاں روئے جمیبان یارِ ب مبادا کامِ رقیبان تا چند باشم از بے نصیبان گر می شنیدے پسند ادیبان
خدا را کم نشیں با خرقہ پوشاں دیں صوفی و شاں دردے ندیدم	رخ از رویاں بے سامانِ پشٹاں کہ صافی باد عیش دردِ نوشاں

دانی کہ چسبست دولت دیدار یار زید
در کوسے او گدائی بر خضر دی گزید
از جاں طمع بریدن آساں بود و لیکن
از دوستانِ جانی شکل تو اس بریدن

بہی گوید کسے برو بہ احسن

چہ حافظ اجرائے عشقبازی

دلغ مجلس روحانیاں معطر کن
حوالیم بدل لعل پچو شکر کن
کر مٹمہ بر آسمن دناز بر صنوبر کن
بیک کر شمع صوفی و شمع قلندر کن
تو کار خود مدہ از دست دی بساغر کن
پیالہ بدہش گو داغ را تر کن
ز کار ہما کہ کئی شعر حافظا ز بر کن

ز در در آد شہستانِ مامور کن
طمع بقدر وصال تو جد ما بنود
چو شاہدانِ چین زبردست جس تو اند
ازیں مرقع پستیمہ تنگ در تنگم
فضول نفس حکایت بسے کند ساقی
و اگر فقیہہ بفصیحہ کند کہے محو زید
پس از ملا دستِ عیش و عشق مہرواں

دامنِ دوست بدست آروز دشمن بگسل
مردِ یزدان شو و امین گذرازا ہر مناں

پیرہانہ کشا کہ روانش خوش باد
گفت پرہیز کن از صحبت پیاں شکنان

خلاف مذہب آناں جمال اینان
دراز دستی این کوتہ آستینان
دماغ کبرگدایان خوشہ چینان
نیاز اہل دل و نازنازینان
ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان
صفائے نیت پاکان و پاکدینان

شراب لعل کش در گنجینان
بزیر دلق ملع کند با دارند
بحر من دوچاں سرفروشی آرند
گرہ زابر دے پرچیں فی کشاید یار
اسیر عشق شدن چارہ خلاص نیست
عبارہ خاطر حافظ بہر دصیقل عشق

دور فلک ذمگ ندارد دشتاب کن
مار از جام بادہ گلگون خراب کن
گر برگ عیش می طلبی ترک خواب کن
با ما بجام بادہ صافی خطاب کن
برخیز و بے غم بکار صواب کن

صبح است ساقیا قہجے پر شراب کن
زاں پشتیر کہ عالم فانی شود و متخرب
خورشید سے زمشرق ساغر طلوع کرد
ما مرد ز ہر توبہ و طاعت نیستیم
کار صواب بادہ پرستی است حافظا

باہر وان دو قاقوس مشتری شکن

بہ ہوان نظر شیر آفتاب بگیر

یعنی کہ رُخ پرورش و جانے خراب کُن بادشمنان قدر کش و با اعتبار کُن	گلبرگ راز سنبل مشکین نقاب کن ماہیتِ خویش و غمے ترا آزموده ایم
بدست را بغیر ساقی حوالہ کُن عسلے بر آرد و تو بے ہفتاد سالہ کُن	ما سرخوشیم و بادہٗ مادرِ پیالہ کُن اے پیرِ خانقہ بخراب است شودے
منم کہ دیدہ نیالودہ ام بدیدن کہ در طریقتِ ماکا فریست بخیدن کہ دغابے علماں واجب است نشیندن کہ دستِ زہد فروشاں خطا نیستن	منم کہ شہرہ شہرم بچشوق و زردین و فاکینم و ملامت کشیم و خوش ہاشیم غناں بمبیکدہ خواہیم تا فت زین مجلس پلوس جز بمرحشوق و جامے حافظ
بجراں بلائے باشد یا رب بلاگرداں بر سر کلاہ بشکن در بر قبا بہ گرداں مگر نیست رضاے حکم تنافکرداں	می سوزم از فراق تو رواز جفاگرداں یغماے عقل و دیں را بیروں خوام سرت حافظ ز خوب و یاں قمت جز این قدر نیست
گفتم اے خواجہٗ قافل ہمارے بہتر از ہیں	نامحکم گفت کہ خبر غم چہ ہزار د عشق

اعتبار سخن عام چه بخا بد بودن	باده خورغم مخور و پند مقلد مشغور
	و
اے بادشاہ حسن سخن باگد اگو گو در حضور پیرمین این ماجرا اگو مے نوش و نرک رن برائے خدا اگو	در راه عشق فرق غنی و فقیر نیست آنکس که منع ماز خراباست می کند حافظ گرت به مجلس ادر اده می دهند
خورشید سایه پرور طرف کلاه تو از دل نیایدش که نوبد گناه تو ماییم و آستانه دولت پست تو	اے خونهائے نافه چین خاک راه تو خورغم بخور که هیچ ملک با چن جال یارانِ ہم نشین همه از هم جدا شدند
زینت تلخ و گیس از گوهر والاسے تو جرعه بود از زلال جام جان افزای تو راز کس مخفی نماند بر فروغ ماسے تو	اے قوائے پادشاهی راست بر بالا تو انچه اسکندر طلب کرد و مذاوش روزگار تو عص حاجت در جرم حرمت مخراج نیست
که نیست در سر من جز هوای خدمت او بیار باد که مستظرم بر حمت او مزن بیاسے که مظلوم نیستیت او	بجان پیر خرابات دق صحبت او بهشت اگر چه ز جلے گناه بکاران است بر آستانه مے خانہ گرسرے بینی

کنیست مصیبت وز بهر شیت
بنام خواجہ بکشیم و فتر دولت و
مگر ز خاک خرابات بود فطرت او

کن بجیشم خفارت نگاه بر من مست
مخی کند دل من میل زہد و توبہ وے
دام خرقہ حافظ بیاوہ درگز است

وفا

خرقہ زہد و جامے گرچہ نہ در خور منست
ایں ہمہ نقش پیر غم در طلب و غمے تو
منکہ لعل گشتی از نفس فرشتگان
قال و مقال عالی می کشم از برائے تو
دلن گدائے عشق را گنج بود در آستین
دود بہ سلطنت سید ہر کہ بود گدائے تو

کبردار اہل صومعہ ام کردے پرست
ایں دودیں کہ نامہ من شد سیاہ از و
آخر دین خیال کہ دار گدائے شہر
روزے شود کہ یاد کند پادشاہ از و

از مادہ برواں منست شرم نیست رو

گفتاروں شدی بہا شدے ماہ نو

از سیر اختران کن سال و ماه تو از انفسر سیاهک طرف کلاه گو	ساقی بیار باد که رمزے بگویمت شکل لاله هر سمرمه می دهد نشان
	مزرع سبز فلک دیدم و داس سه نو یادم از کشته خود آمد و هنگام درد تجیه بر اختر شبگرد کن کاین عیار تلج کا دوس ره بود و مگر کیخسرو گر روی پاک و مجرد چو میجا به فلک از فروغ تو بخورشید رسد صد پر تو آسمان گو مفردین این عظمت کاند عشق خرمن لعل بجوے خوشه پر دین بد و جو آنش زرق وریا خرمن دین خواهد سوخت حافظ این خرقه پشیمینه بیند از دبر و
اے کاش تو انستم گفتن سخن با او دارد سخن حافظ طرز سخن خا جو	گفتی سخن خود را بایار بایاد گفت استاد غزل سعدی است پیش هر کس آ

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بہ نو
 بادہ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بہ نو
 با صنفی چو لہجے خوش نبشیں بہ خلوتے
 بوسہ سناں بکام از و تازہ بتازہ نو بہ نو
 بر ز حیات کے خوری گرنے مدام مے خوری
 بادہ بخور بیا داو تازہ بتازہ نو بہ نو

۵

اِنِّیْ ہُوَ اَیُّتٌ دہرائن ہجر الکبام
 من جرّب الحرب حلت بہ الندامہ
 فی بعد ما عذابت فی قریب الندامہ

از خون دل نوشتم نزدیک یازامہ
 ہر چند کا زمودم از وے نبود سودم
 پر سیدم از طیبے احوال دوست گفتا

مانند چشم مست چٹے جہاں ندیدہ
 گیتی نشان ندادہ ایز دنیا فریدہ
 سجادہ ترک دادہ پیمانہ در کشیدہ
 کہ ایں کہیں کشادہ کہ آں کماں کشیدہ
 آندم کہ جان شیریں باشد بلب سرسیدہ

اے از فروغ رویت روشن چراغ دیدہ
 پیموں تو نازینے سرتا بہا لطافت
 ہر زاہدے کہ دیدہ یا قوت و قدرت
 در قصد خون عاشق ابرو و چشم شہخت
 گر بر لبم نہی لب یا یم حیات باقی

آرام جان و مولش قلب رسیدہ مذور دارمت کہ تو اور اندیدہ بیش از غیم خویش مگر پاکشیدہ	از من جدا شد کہ تو ام نور دیدہ منم ز عشق او کنی اے مفتی زماں زہں سرزنش کہ کرد ترا دوست حافظ
فرصت باد کہ دیوانہ نواز آمدہ چوں بہر رسیدن ارباب نیاز آمدہ کشتہ غمرہ خود را بہ نماز آمدہ مگر از مذہب این طائفہ باز آمدہ	ایکہ با سلسلہ زلف دراز آمدہ ساعتی ناز مفریاد بگرداں عادت آفرین بردل نرم تو کہ از بہر ثواب گفت حافظ دگر تہ خرقہ شراب آلودہ
فنا در سر حافظ اوائے میخانہ	حدیث مدوہ و خانقہ مگوئے کہ باز
مگر تو عفو کنی ورنہ چسبیت عذر گناہ	منم کہ بے تو نفس میزخم زہمے مجلت
	دامن کشاں بھی شد در شرب زر کشیدہ صدماہر و زرشکش جیب قصب دریدہ از باب آنش مے برگرد عارضش خوئے چوں قطر مائے شبنم بر برگ گل چکیدہ

شمشاد خوش خرامش از ناز پرور دیده یارب که مدعی ربابان باں بر مید ما را از توبه کردیم از گفته و شنیده	یا قوت جانفزایش از آب لطف ناز هر بد که گفت دشمن مدعی ماشیندی گر خاطر شریف رنجیده شد ز حافظ
نشسته پیر و صلائے بشیخ و شاب زده وئے ز طوفان کلاهیم بر سحاب زده که خفته تو در آغوش بخت خواب زده هزار صفت زد و عایله مستجاب زده	در سرای مغال رفته بود و آب زده سبک کشاں همه در بند گیش لب زده وصال دولت بیدار تر سمت ندیدند بیا بسکده حافظ که بر تو عرضه کنم
دوش رخم بد بر میگردد خواب آلوده خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده آشنا یان ره عشق درین بحر عمیق غرق گشتند و نه گشتند به آب آلوده	گفت حافظ بزد کنه بیادان مفروض سحر گایاں چو مخمور شبانه نهادم عقل را ز ادره از می نه بندی ز امنیاں طرفی کمر دار

که عنقا را بلند است آشیانه خیال آب دگل در ره بهانه ازین دریاست ناپید اگر آن که تحقیقش فنون است و فسانه	بر این دامن بر مرغ دیگر نه ندیم و مطرب و ساقی همه دوست بره گشتی می تا خوش بر آیم وجود است حاکمست حافظ
هنگام گل که دیده بے معنی نه ساقی پیاله ده تا دل شود کشاده گر عاشقی طرب کن با ساقیان ساده	عید است و موسیقی ساقی بیار باده نیز نه بد یا رسائی بگرفت خاطر من ایں یک دور و ز دیگر گل را غنیمت دال
کاهم بکام است الحمد للہ پیران جاہل شیخان گمراه وز فل عابد استغفر اللہ سر بر ندارم از خاک درگاه صبر از خدا خواه صبر از خدا خواه عموئی ندانم این رسم و این راه از وصل جانان صد لوحش اللہ ورد ششمانه درس سحرگاه	عیشم مدام است از لعل دلخواه مارا مکتبی افسانه کردند از قول نماند کردیم تو به رد بر نماندیم از راه خدمت از صبر عاشق خوش تر نباشد دل طمع نثار راه است دیشب برویش خوش بود و تم شوق رخصت بر دازد یا حافظ

گر تیج بارد در کئے آل ماه	گردن نهادیم احکم دشت
من رند و عاشق آنگاه تو به	استغفر الله - استغفر الله
آمین التوئی مانیز دانیم	اما چه چاره با بخت گمراه
شیخ دناهد کمتر شناسیم	یا جام بادیه یا قصه کوتاه
حافظ نبوده زینگو نه بیدل	اگر می شنیده پند نکوخواه

نصیب من چو خرابات کرده است اله
 دریں میان بگو زاهد ا مرا چه گناه
 کسے که در از لش جامے نصیب افتاد
 چرا بحشر کنند این گناه را در خواه
 بگو بزاهد سالوس و خرقه پوش و دورے
 که دست زرق دراز است و آستین کوتاه

ق

تو خرقه را ز برائے هوا همی پوشی
 که تا بزرق بری بندگان حق از راه

مراد من ز خرابات چونکہ حاصل شد
 دلم ز مدرسه و خانقہ گشت سیاه
 بروگدائے درج گدائے شو حافظ
 تو این مراد نیابی مگر بے الله

خداوند احوال دہ کہ آں بہ
 کہ راز دوست از دشمن نہاں بہ
 بحکم آں کہ دولت جاوداں بہ
 کہ این سیب ز رخ زال پوستان بہ
 کہ آخر کفے بویں تا تو اں بہ
 کہ رائے پیر از بخت جواں بہ
 و لیکن گفتہ حافظ از اں بہ

وصال ہو ز غر جاوداں بہ
 بیشنیرم زدو با کس نہ گفتم
 دلادام گدائے کسے را و باش
 بخلم ز اہد ا دعوت مغرماے
 خدا را از طبیب من بہ پرسید
 جانا سر متاب از پند پیراں
 سخن اندر دہان دوست گوہر

ی

یار نیست چو حوسے و سرایے پویشے
 حیف است ز خو جبکہ شود عاشق بختے

آمرزش نقدست کیسے را کہ دیر جا
 تا کہ غم دنیائے زبیرا یوں نہاں

چو سبک دُر خوش آست نظم شعر تو حافظ
کہ گاہ لطف سبق می برد ز نظم نظامی

ساقی مے گلگون بطلب بر لب کشتے
لبنکن تو کہ دے سرا و نیز بخشتے
آرزو کہ بصر نیست چه خوب و چه زشتی
تر کے است چو حور و سر کو بہشتی
اگر بالش ز نیست بسا زیم بخشتے

آنکوں کہ زنگل باز چین شد چو ہیشتمے
مگر محسبت بر کرد دے بادہ زند سنگ
جل من و علی بنو فلک را چه تفاوت
ز ابد گنم نیہ حکایت کہ بہ نقد
بر خاک رہ خواہ کہ ایوان کمال است

ز اں نفوذ مشکبار داری
اگر طاقت انتظار داری

اے یاد لبیم یا ردا رسی
روزے برسی بصل حافظ

تا راہ ہیں نہاشی کے راہ بر شوی
یاں اے سپہ کبوش کہ رو بہ پد شوی
بانتہ کر آفتاب فلک خو بہر شوی
در راہ ذوالجمال چو بے پاؤ شوی
باید کہ خاک درگاہ اہل بصر شوی

اے بے خبر کوش کہ صبا خبر شوی
در مکتب حقائق پیش ادیب عشق
مگر نور عشق حق بدل و جانت یافت
از پلے تا سرت ہمہ نور خدا شود
گر در سرت ہوئے وصال است حافظ

دل بے تو بجاں آمد وقت است کہ از آبی
وے یاد تو ام مولش در گوشه تنہائی
کز دست بخوابد شد پایاں کیجائی
دریاب ضعیفاں را در وقت توانائی
لطف انچه تو اندیشی حکم انچه تو فرمائی
کفر است دین مذہب خود بینی و خود مائی
رخسارہ کبس نمود آن شاید ہر جانی

اے باد شہِ خواباں داد از غم تنہائی
اے دردِ توام دریاں در سہنہ کامی
مشتاقی و مہجوری دور از تو چہ غم کرد
دام گل این بہستان شاداب نمی ماند
در درازہ ہمت مانقہ پر کاریم
تکر خور و رے خود در عالم وندی نیست
یار بکہ بیاں گفت این بخت کہ در عالم

در فکر است تو پنہاں صد حکمت آسمی
مارا چگونہ زبرد دعوائے بگینا ہی
رخش ز خست دنیا باز آ بعد رخوائی

اے از رخ تو پیدائوایر پادشاہی
جلے کہ برق عصیان بر آدم صفی زد
حافظ چو دوست از تو گاہ می فرنام

ایدل آں بہ کہ خراب از مے گلگلیں باشی
سبے زرد گنج بصد حشمت قاروں باشی
در مقامے کہ صدارت بفقیراں بخشند
چشم دردم کہ بجاہ از ہمہ افزوں باشی

درخود از گوهر حبشید و فریون باشی شرط اول قدم آنست که بمجنون باشی تا چمند از غم ایام جگر خوں باشی یا بیخ خوشدل نه پسندد که تو خرون باشی	تاج شاهی طلبی جو هر ذاتی بنما در ره منزل لیلے که خطر با ست بجا ساختن کوش کن و جوعه بر افلاک فشا حافظ از فقر کن ناله که گر شعر اینست
اسباب جمع داری و کارے نمی کنی بازے چنین بدست دشمن کارے نمی کنی در کار ر زنگ و بونے کارے نمی کنی ایدل تو این سالک با سے نمی کنی مگر کلبش تخیل خارے نمی کنی	ایدل بکوئے عشق گدازے نمی کنی چو گمان کام در کف و گوئے نمی زنی این خوں که موج میزند اندر جگر چرا گرد گیران بجای غم جانان خریدہ اند ترسم کزین چمن نه بری آستین گل
و اب خضر ز نوش لبانت کنایتے	اے قصه بهشت ز کویت حکایتے
لطف کردی سایه بر آفتاب انداختی حافظ علامت نشین را در شراب بشتی	ایک بر آه از خط مشکین نقاب انداختی از فریب ترس محمدر و چشم می پرستی
گر ترا عشق نیست مغدوری	ایکہ دایم بخوابش مغدوری

روئے زرد است و آہ درد آلود	عاشقان را گواہ رنجوری
رنج مارا کہ تو اں بر دیگ گوشتہ چشم نقل ہر جور کہ از خلق کر میت گویند بر تو گر جلوہ کند شاہد مائے زاہد	شرط انصاف نباشد کہ مرا و اندک قول صاحب غرضانست تو اینہا کنی از خدا جز مے دمشق نمانہ کنی
اے کہ در کئے خرابات تنگ داری کاسے گر میطلبہ از تو غریبے چہ شود	جم وقت خودی ار دست بجا میداری توئی امروز دریں شہر کہ مے داری
اے کہ ہجوری عشاق روائی اری تو تبصیر خود افتادی ازین در محروم ایدل خام طمع شرے ازین قصہ بدار حافظا عادت خباں ہمچو رہت جفا	بندگاں راز بر خویش جدا میداری از کہ می نالی و فریاد چہ امیداری کار نا کردہ چہ امید عطا میداری تو کہ زین طائفہ امید وفا میداری
ایں خرقہ کہ سن دارم در رہن شرب آلود سن حال دل زاہد با خلق نخواہم گفت چوں پیر شدی حافظ از سیکہ دبیر دل و	وین دفتر یعنی غرق مے ناب اولی کایں قصہ اگر گویم اچنک رہا بلالی رندی ہو سنا کی در عمد شباب لالی

تا بجز میر دور رنج و خود پرستی بیماری اندریں غم خوش ترزند رستی سہل است تلخی سے در جنب ذوقِ مستی مے کو نہ استیناں تلکے دراز دستی با کافراں چہ کارست گربستنی پرستی	با مدعی گویند اسرار عشق و مستی با ضعیف و ناتوانی پھول نسیم خوش بانی خارا چہ جاں بکا ہر گل عذراں بخواہد صوفی پیالہ پیانہ اہد قرابہ پر کن در حلقہٗ دمنام دوش آں سپر چو خوش گفت
کہ حجت باشد مدار و غیر او تمنائے	فراق و وصل چہ باشد رضا و دست طلب
کہ دارم ہچچن ا امید داری کہ مستی خوش تر است از ہوش داری کہ کردم تو یہ از پرہیز گاری	مرد و زاهد با مہیہ کہ داری مراد رشتہٗ دیوانگاں گش بہ پرہیز از من اے صوفی بہ پرہیز
خوں خوری گر طلب روزی نہادہ کنی حالیا فکر سب کو کن کہ پر از بادہ کنی عیش با آدمی چہند پر یزادہ کنی مگر اسباب بزرگی چہ آمادہ کنی اے بسا عیش کہ با بخت خدا دادہ کنی	بشنو این نکته کہ خود را ز غم آزادہ کنی آخر الامر گل کو نہ گراں خواہی شد جہد نہما کہ در ایام گل و عہد شباب بتکیہ بر جالے بزرگاں نتوان زد بگزاف کار خود گر سجدہ باز گذاری حافظ

علق کے گنفت آفرالد و اے کے بفول سطر سب و ساقی بفوئی دت وے	لبوت لبیل و قمری اگر نوشی سے خزینہ داری میراث خوارگان کفر است
بفراغ دل زمانے نظر سے ہمارے بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے کمن اسے صبا مشوش سر زلف آں پری را کہ ہزار جانِ حافط بعد اسے تار ہوئے	
بگرفت کا حسنت چوں عشق من کما سے خوش باش زانکہ بنو دایں ہر درازد سے آندم کہ با تو با شتم یک سال ہست روز سے واندم کہ بے تو با شتم یک روز ہست سالے	
یہو اند و دش درس مقامات حوی ز ہمار دل مند پر سباسب دیوی کواں عیش نیست در غور اورنگ نری پیش کلا و خویش بعد تاج حسردی	لبیل ز شاخ سرو گلبانگ پہلو ی جمشید جز حکایت جامہ ز جاں نبرد خوش فرین بوریا و گدالی خواہ من در ویشتم و گدا و برابر مخی کستم

ماہ بکشت یار با نفاسِ عبسوی کاسے نور چشم من بجز از کشتہ تند دی کاشفتہ گشت طرہ دستار مولوی	ایں کشتہ عجیب شنو از بخت و از گون دہقان ساخورده چہ خوش گفت با سپر ساقی مکر و غیفہ حافظ ز بادہ داد
کہ حق صحبتِ دیرینہ داری کہ با حکمِ خدائی کینہ داری تو دانی خرقہ پوشینہ داری بقرآنے کہ اندر رسیداری	تبا با ما گزاید این کینہ داری بدردنِداں گوئے شیخ ہشتاد نمی ترسی ز آہ آتشینم ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ
کہ ہم بیادہ توان کرد دفعِ مخوری کہ از مودم و سودے نداشت میخوری دینِ آئندہ ز بد و صلاح دستوری اگر تو عشقِ ندری ہر وہ معذوری مگر بدانکہ کشیدہ ہست محنتِ دوری	بیار بادہ و باز م رہاں زرنجوری ز سحر غزہ قنارِ خویش غرہ مباح بیک قریب بردم عنانِ خویش از دست بشقتِ زندہ بود جانِ مردِ صاحبِ دل بہر کسے نتوان گفت رازِ دل حافظ
بکش جلتے رقیباں مدام و دل خوش دار کہ سہل باشد اگر یار مہرباں داری	

تو مگر بربل جوئے رہوس نشینی
صبر پر جو رقیباں چہ کم گرنہ کم
عجب از لطف تو اے گل کہ لکینی اخار
جیفم آید کہ خرامی بنما شاہ چمن
گر امانت بسلا مت بر برم بکے نیست
سخن بیغرض از بندہ نخلص بشنو
نازیغے چو تو پاکیزہ رخ و پاک نہاد

در نہ ہر فتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی
عاشقاں را بنود چارہ بجز مسکینی
خامہا مصاحبت وقت دراں می بینی
کہ تو خوش تر ز گل و نازہ تر از ترسینی
بیدی سهل بود گر بنود بے دینی
ایکے منظور بزرگان حقیقت بینی
مہتر آفتست کہ! مردم بد نشینی

جاں فدائے تو کہ ہم جانی ہم جانانی
سر سری از سر کوئے تو نیارم پر خاست
خام را طاقت پروانہ پر سوختہ نیست
کاش کہ دند رقیبان تو سر دل من
در قلم زلف تو دیدم دل خود را روی

ہر کہ شد خاک دلت رست از سر گردانی
کار دشوار نگیرند بدیں آسانی
ماز کاں را ز سر غیبوہ جان افتانی
چند پوشیدہ بماند خبر پنهانی
گفتش چوئی و چوں میر ہی لے زمانانی

ق

گفت آری چہ کم گرنہ بری شکستن
راستی حد تو حافظ بنود صحبت ما

ہر گدرا بنود مرتبہ سلطانی
بس اگر بر سر این کوئے کئی سگبانی

حافظ مقیم درگہ او با ش و عیش کن
کاند رہشت بہتر ازین گوشہ نیست جاے

چوں در جهان خوبی امروز کا نگاری
شاید کہ عاشقان را کماے ز لب بر آری
ماندہ ایم و عاجز تو خواجہ و وفا در
گر می گشتی بزورم در می گشتی بزاری
دکانِ عاشقی را بسیار مایہ باید
دلہائے ہیچو آتش چشماں رو دباری
آخر ترجمے کن بر حال زار حافظ
تا چند نا امیدی تا چند خاکساری

چہ بودے ارغول آں مہرباں بودے
کہ کارمانہ چنین بودے ارچھاں بودے
اگر نہ دائرہ عشق راہ بر بستے
چون نقطہ حافظ بیدل در اں میاں بودے

چہ صورتی کہ پہنچ آدمی نہی مانی

چہ تہمتی کہ ز مسترا قدم ہمہ جانی

خوشتر از کوئے خرابات نباشد جائے
مگر بہ پیرانہ سرم دست دہد مادائے
بادب باش کہ ہرگز نہ تواند گفتن
سحق دیر مگر برہمن دانا سوائے
رحم کن بر دل مجروح و خراب حافظ
ز انکہ بہت از پے امروز یقین فردائے

در کوئے عشق شوکت و شاہی بخی خزند
اقبال بندگی کن و دعوائے چاکری
سلطان و فکر لشکر و سودائے تلج و گنج
در دیش و امن خاطر و گنج قلند رسی
یک حرف صوفیا نہ گویم اجازت اسف
اے نور دیدہ صبح نہ از خاک داوری
در ہمہ دیر مغرب نیست چمن شیدائے
خرقہ جائے گرو بادہ و دفتر جائے

کردہ ام تو بہ بدستِ صنم بادہ فروزش
 کہ دگرے نخورم بے مرغِ بزم آراے
 جو یہاں ستمِ امدیدہ بد اماں کہ مگر
 در کنارم نبشاند سہی بالائے
 نرگسِ ارباب ز دازشیوہ چیتیم تو مرغ
 نرودناہل نظر از پے نا بینائے
 این حدیثیم چہ خوش آمد کہ سحر گمی گفت
 بر در میکدہ بادت دئے نرسائے
 مگر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد
 آہ گراز پے امروز بود فرداے

فروخت یوسفِ مصری بکبریٰ ثمنے
 چرا بگردنِ حافظ غنی نہی رسنے

ہر آنکہ کنجِ قاعدتِ گنجِ دنیا دار
 شیندہ ام کہ سگاں را فدا دہمی بندی

آپِ خضر نصیبہ اسکندر آمدے

فیضِ ازل بزورِ وزیرِ امدیدہ بدست

دارد ہزار عیب و ندارد تقصہ

حافظ مدار امیدِ فرج از مدارِ چرخ

کیسے دسیم وز سنا نیک، بیا بد پر دا خفت
زیں تمنا کہ تو از سیمبرال می داری

زال مے صاف کز و پخته شود هر خامے
گرچه ماه رمضانست بیا ورجا مے
روزه هر چند که همان عزیز است دلا
رقنقش مو پتے دال سشد نش الفامے
مرغ زیرک بدر صومعه اکول نہ پرد
کہ نہادہ اسعہ بر مجلس و غطے دے
مکلا از زاهد بد خوچه کنم رسم اینست
کہ چو صبح بد مد در پیش افتد شامے
کو حریفی کہ شب و روز مے صاف کشد
بود آیا کہ کند یاد زد آشا مے

طیب راه نشین درو عشق نشاند
بر و بدست کن لے مرده دل میخ دے

دوام عیش و تنعم نہ مشیوہ عشق است
اگر معاشرہ ملی بنوش جام غم
سزائے قدر تو شاہا بدست حافظ صیت
بجز نیازِ مشبہ یا دعائے صیحدے

حافظ دگر چہ می طلبی از نسیم دہر
مے می چشی و طرہ دلدار می کشی

من نگویم چہ کن از اہل دلی خود تو بگوئے
دل آلودہ صوفی بجے ناب بشتوئے
بیخ نیکی نبشان ورہ توفیق یکسوئے
آفریں بر نفست باد کہ خوش بردی بگوئے

ساقیا سایہ ابرست ہمار و لب جوئے
بوئے یک رنگی از میں قوم نیاید بر خیز
شکر ایزد کہ دگر بار رسیدی بہ بہار
گفتی از حافظ ما بوئے ریائی آید

دامروز نیز ولبر مرد وئے فجام مے
تا حد حین و شام و با قصار و مے

فردا شراب کوثر و حورار برکاست
حافظ حدیث سحر فریبِ خوشست

سحر بامداد میگفتم حدیث آرزو مندی
خطاب آمد کہ دانش شود با طاعتِ خداوندی

قلم را آں زباں بنود که عشق گوید باز
 و راءِ حدِ تقریب است شرح آرزو مندی
 دل اندر زلفِ لیلی بند و کارِ عشق مجنون
 که عاشق را زبیاں دارد مقالاتِ خرد مندی
 دریں باز اگر سودا است یاد ویش خرسند است
 خدایا منعم گرداں بد رویشی و خرسندی
 ز شعرِ حافظ شیرازی گویند و می رقصد
 سیه چشمانِ کشمیری و زکاکِ سمرقندی

ق

همی گفت این معما با قرینے
 که در شب بیشه بماند ار یعنی
 چه خاصیت دهد نقش بگنجینه
 مالِ حالِ خود از پیش بینے

سحر که ره روی در سر زینے
 که اے صوفی شراب آنکه بود وفا
 گرانگشت سیمانی نباشد
 درے خانه بگشتا تا به پر رسم

سحر مہائفے خانہ بد و لتواہی
 گفت باز آئے کہ دیرینہ این درگاہی

پنچو جم جوعہ مے کش کہ ز سب ملکوت
 پر تو جامِ جہاں میں دھرت آگاہی
 باگدایان در میکدہ اے سالکِ راہ
 بادب باشن گراز ستر خدا آگاہی

ق

بر در میکدہ زندانِ قلند رہا باشند
 کہ ستانند و دہند افسرِ شائستہا ہی
 خشتِ زیرِ سر و بر تارکِ بہت اختیار ہے
 دستِ قدرت نگر و منصبِ جہاں جا ہی
 اگر ت سلطنتِ فخرِ بختِ خدا ہے دل
 کمتر ہی ملکِ تو از ماہِ بود تا ماہِ جا ہی
 قطعِ این مرحلہ بے ہمراہیِ خضرِ مکن
 ظلماتِ است بترس از خطرِ گمراہی
 تو در فقرِ ندانی زدن از دستِ مدہ
 مسندِ خواجگی و مجلسِ تو را نشا ہی
 اے سکندِ نشینِ و غمِ بیہودہ مخور
 کہ بختِ تیرا آبِ حیاتِ از شاہی

حافظ خام طمع شرے ازیں قفصہ بیدار
عملت چیسیت کہ مرموش دو جہاں منجہاں

زکوئے مغاں روگرداں کہ آنجا
فروشدند مفتاح مشکلاشتائی
مے صوفی انگن کجا می فروشدند
کہ در تاجم از دست زہر ریائی
مراکز بگذاری اے نفس طامع
بے پادشاہی کنم در گدائی
بیاموزمت کیمائے سعادت
ز ہم صحبت بد جدائی جدائی
مکن حافظ از جوہر گردوں شکایت
چہ دانی تو اے بندہ کار خدائی

صدائے چنگ و نوشاوش ساقی
دلے گے گے سزاوار طلاق
بگلاب گے جوانان عراقی

جوانی بازمی آرد بیا دم
عروسی بس خوشی اے دختر رز
خرد در زندہ رود اندازو مے نوش

سَوَى تَقْبِيلِ خَدَّاهُ عِنْتَانِ قِي

اَمَّهَانِ الشَّيْبُ مِنْ كُلِّ الْعَدَا رِي

در طریق عشق با زمی اسن آسائش خطا است
ریش باد آں دل کہ باد رو تو جوید مرہے
اہل کام دنا ز را در کوئے رنزاں راہ نیست
رہوے باید جہاں سوزے ز خامی نیخے

شہر نیست پز طریقاں از ہر طرف نگارے
یاراں صلائے عشق است گرمی کشید کایے
بے بغیش است بشتاب وقت خوش است دیام
سلے دگر کہ دارد امید نو بہارے
چوں این گرہ کشایم دیں راز و انہایم
دردے و صعب دردے۔ کاری سخت کایے

صبا تو نکمت آں زلف مشکو دا۔ ری
بیادگار بمانی کہ بوئے او داری

نوائے بلبلت اے گل کجا پسند افتد
 کہ گوش ہوش برغان ہرزہ گو داری
 دعاش گفتم و خنداں بزیرب لب میگفت
 کہ کیستی تو و با ما چس گشتگو داری
 بکینج مدرسہ حافظ مجھے گو ہر عشق
 قدم بروں نہ اگر میل جستجو داری

ساقی ہوش باش کہ غم در کین ماست
 مطرب نگاہ دار ہیں رہ کہ میز فی
 مے وہ کہ سرگوش من آورد چنگ گفت
 خوش باش و پند بشنو ازیں پیر منحنی
 ساقی بے نیازی یزدان کہ مے بیار
 با بشنومی ز صید ست منحنی ہوا لحنی

طفیل مستی عشقند آدمی د پری
 ارادتے بہا متا سعادتنے بہ بری

چرا گوشت و چشمتے بمانی نگری دعائے نیشبے بود و گریه سحری	دعائے گوشت و نشیناں بلا به گرداند مرا دین ظلمات آنکه رهنائی کرد
اے پسر جام میم ده که به پیری بری شاهازان طریقت به شکا رنگی حیف باشد چو تو مرغی که اسیر قفسی دل بر آتش بنهادم ز پی خوش نفسی	عمد شنت به بجا صلی و بو الهو سی چه مشکهاست درین شهر که قانع شده اند بال یکشا و معنیر از شجر طوبی زن تا چو بحر فتنه دامن جانان گیرم
ترسم ندی کامم و جانم بستانی	گفتی که دم کامت و جانت بستانم
که بکوئے میفر و شاں دو هزار جم بجای هزار بار بتیژ هزار پخته غلات که بصاعتی نذاریم و فکند ایم دای که چو مرغ زیرک افتد نفست بهیج دای که چو بنده کمتر افتد بمبار کی غلامی که چنین کشنده را نکشد سن انتقالی	که برد به نزد شاهاں زمین گدا پیای اگر آں شراب خام است - اگر آں بخت تو که کیمیا فروشی نظرے قلب ماکن زهر هم میفلک اے شیخ - بدانهای تسبیح سر خدمت تو دارم بخرم بهیج مفروش بخشای تیژ گال و بریز خون حاقط

مُو خواہ گل افشاں کن از دہر چہ میجوی امروز کہ بازار است پر بوشنِ پیدار است ہر مرغ بدستلے در گلشن شاہ آمد	ایں گفت سحر گہ گل - بلبل تو چہ میگوئی در یاب و بنہ گنجے از مایہ نیکوئی بلبل بنوا سازی حافظ بدعا گوئی
نوبہار است در اں کوشن کو خشدل باشی چنگ در پردہ ہی منی ہمت پند و سے من نگویم کہ چہ کنی با کہ نشین چہ نبوش در چمن ہر ورق ذفر حال دگر است گر چہ را ہیست پیر از بیم مائے برد و ست نقدِ عمرت بہر دغصہ دنیا بگزاف	کہ بسے گل بد مد باز و تو در گل باشی دغظت آن گاہ دہد سود کہ قابل باشی کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی حیف باشد کہ ز حال ہم غافل باشی رفتن آسال بودار و آفت منزل باشی گر شب و روز درین قصہ باطل باشی
جان و دل تو حافظا بندہ ام آمد و ست	اے متعلق نخل دم مزین از مجردی
نوش کن جامِ شرابِ یکنمی دل بے بر بند تا مردانہ دار	تا بدای بیخ غم از دل بر کنی گردنِ ساوس و تقویٰ بشکنی
من ار چہ حافظِ شہرِ جمے فی از م	مگر تو از کرم خویش یا رمن باشی

ہوا خواہ تو ام جانناں می انم کہ می
 ملاست گرچہ دریا بد ز راز عاشق معشوق
 ملک در سجدہ آدم زمیں بوس تو نیست
 بینش زلف و صوفی را باز می قضا
 کشاد کا دشتا قال وراں ابرک و لبند
 امید از بخت میدارم کہ بکشایم کمر بند

کہ ہم نا دیدہ می بینی و ہم نوشتہ می خوانی
 نہ بنید چشم نابینا خصوص اسرار پنهانی
 کہ در حسن تو چیز سے یافتہ غیر از طور انسانی
 کہ از ہر رقعہ نقش ہزاراں بت بینشانی
 خدا را یک نفس با مگرہ بکشاد پیشانی
 با آں شریکے خاطر را ازین مسکین زنجانی

گرچہ دریم بیاد تو قیج می نوشیم

بعد منزل نہ بود در سفر و حانی

ز کوئے یاری آید نسیم باد نوروزی
 ازیں با وار مدد خواہی چراغ دل بر فروزی
 چو گل گر خوردہ داری خدا را قرب عشرت کن
 کہ قاروں را غلطا داد سودا ز راندوزی
 سخن در پردہ میگویم چو گل از پردہ ببرد آئے
 کہ بیش از پنجر وزے نیست حکم میروزی
 مے دارم چو جاں صافی و صوفی میلند عیش
 خدا یا تیج عاقل را مبادا بخت بد روزی

جدا شد یار شیرینیت کفوں تنها نشین اید
 که حکم آسمان نیست اگر سازی و گرسوزی
 بچوب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم
 بیا زاهد که جاہل را ز یادہ میسر دوزی
 ندانم نوحہ قمری بطرف جو باران چیست
 مگر اذینر پیچوں غم دارد سس شمار و زنی
 بہ لب تال رزمہ از بلبل طریق خشن گیری
 بجلوس آئے کہ حافظ سخن گفتن بیا سوزی

مبارک ساعتی بودے چہ خوش بود اگر کہ
 اگر طوطی طبعش باز لعل او تکر بودے

بوعلمش گرامر و زبہن ہجران فرصتے بودے
 نہ گفتے کس بشیرینی چہ حافظ شعر در عالم

ختم شد

نظامی پریس کی جدید مطبوعات

اردو دیوان غالب کا پاکٹ ایڈیشن بہ کاغذ چمکنا ولایتی نہایت خوشخط غالب کا نوٹ اور سوانح عمری کے علاوہ ان کے خط کا عکس بھی شامل ہے مولانا نظامی بدایونی کی شرح ہر صفحہ کے آخر میں دی گئی ہے وہ اشعار اور قلمات بھی اس ایڈیشن میں بہم پہنچائی گئے ہیں جو رد و جدیوان میں نہیں ملتے۔ اس ایڈیشن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا مقدمہ ڈاکٹر سید محمود پٹی ایچ ڈی نے لکھا ہے جس میں جدید ملکی خیالات کو مد نظر رکھ کر شاعری کو وہ نکات بیان کیے ہیں جن سے اردو لکچرار تک محروم تھا۔ بارول کلامتہ کی جو مجموعہ جلد قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ فی جلد علاوہ محمولہ اک

نکات غالب

مرزا اسد اللہ خاں دہلوی کی خود نوشتہ سوانح عمری - تقوٰت اخلاق اور شاعری کے متعلق وہ نکات جو انہوں نے وقتاً فوقتاً اپنے شاگردوں کو بتائے اور ان کے دیکھنے والے مع نوٹ مرزا غالب مجلد عدد علاوہ محمولہ

المشاعر

منہج نظامی پریس بدایوں

تنقید لسان الغیب

※

دیوان حافظ کی مکمل ترین اردو شرح "لسان الغیب" کے نام سے جناب میر ولی اللہ صاحب بی اے وکیل اسیٹ آباد نے چار جلدوں میں شائع کی ہے۔ اس شرح کی مکمل تنقید مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی نے سال ۱۹۱۶ء میں اور اس کے بعد رسالوں اور اخبارات میں لکھی تھی۔ وہ تمام تنقیدی مضامین رسالے کی صورت میں چھپکر تیار ہو گئے ہیں۔ اس تنقید میں شرح اور متن کی غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔ جو لوگ لسان الغیب کو خرید چکے ہیں۔ ان کے لیے ضرورت ہے کہ وہ اس رسالے کو اپنے کتب خانہ میں جگہ دیں۔ قیمت آٹھ آنہ فی جلد علاوہ محصول ڈاک

المشتہق تھکر

بیچر نظامی پریس بدایوں

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یو دیمہ دیرانہ لیا جائے گا۔
